حیاتِ نور الدینؓ

مریم رحمٰن

ادارہ الفضل آن لائن لندن



حیاتِ نور الدینؓ

مضمون نگار: مریم رحمٰن

مرتبہ: فضل عمر شاہد

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

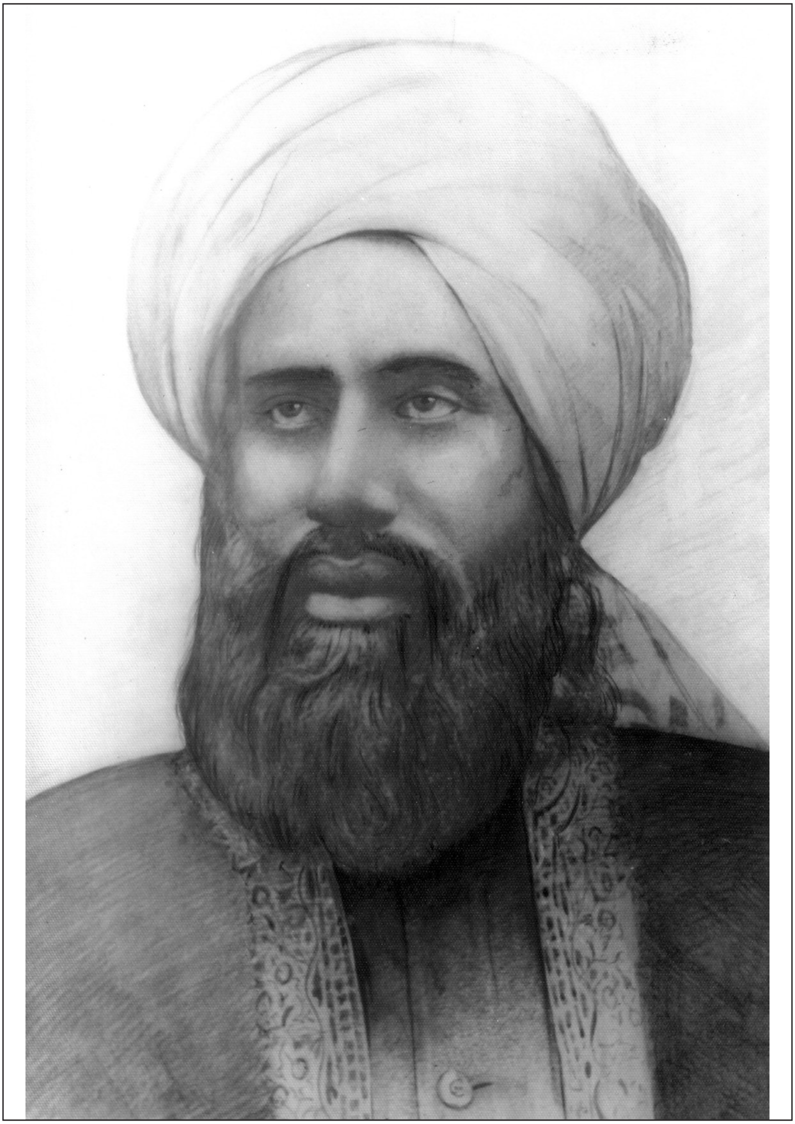
ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 51 614020

+44 73 76 159966

آن لائن ایڈیشن



حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ

دہلیز

ادارہ الفضل آن لائن کو جماعت احمدیہ کے مرحوم و مغفور خلفاء کی سیرت و سوانح، ان کے ارشادات اور تحریکات پر مضامین شائع کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علم کلام و معارف پر مکرم ہادی علی چوہدری نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر مکرم محمد انور شہزاد اور مکرم خواجہ عبدالعظیم آف نائیجیریا کے مضامین آج کل ہفتہ وار الفضل کی زینت بن رہے ہیں۔ جبکہ حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر مکرمہ فائقہ بشریٰ آف بحرین اور حیات نور الدینؓ پر مکرمہ مریم رحمٰن نے بہت تفصیل سے بالاقساط مضامین تیار کر کے الفضل آن لائن لندن کے لئے بھجوائے۔ ان میں اول الذکر ''ارشادات نور'' کے نام سے مؤرخہ 8 دسمبر 2021ء تا مؤرخہ 13 مئی 2022ء تک 14 اقساط میں شائع ہوئے جو کتابی صورت میں الفضل کی ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ اس کے بعد مکرمہ مریم رحمٰن نے خاکسار سے اجازت لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی کے بعض چھپے گوشوں کو ''حیات نورالدینؓ'' کے نام سے 17 قسطوں میں اجاگر کرنے کی توفیق پائی جو مؤرخہ 24 مئی 2022ء تا مؤرخہ 4 اکتوبر 2022ء تک الفضل کی زینت بنے۔ جسے مکرم فضل عمر شاہد آف لٹویا کتابی شکل دینے کی توفیق پا رہے ہیں۔

ان مضامین نے قارئین سے خوب داد سمیٹی اور الفضل کی کیٹگری ''مقبول ترین'' میں جگہ بنا کر خوب شہرت پائی۔ اس اہم کام کی تکمیل میں الفضل کی وہ تمام ٹیم کے ممبران بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے گاہے بگاہے ان اقساط کے پروف اور نوک پلک

سنوارنے میں مدد کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرًا فی الدنیا والآخرہ

مجھے آج ایک ایسے روحانی بندے کی زندگی پر مشتمل کتاب بعنوان ’’حیات نورالدینؓ‘‘ کا پیش لفظ لکھنے کی سعادت پا کر بے انتہا خوشی محسوس ہو رہی ہے جس کو آج کے دور میں مسیح محمدی کی اطاعت کا اسی طرح دم بھرنے کی توفیق ملی جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم کے مبارک دَور میں حضرت ابو بکرؓ کو ایمان لانے اور اطاعت کرنے کی توفیق ملی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے وہی کام لئے جو دور اول میں حضرت ابو بکرؓ سے کروائے تھے سو حضرت مولوی حکیم نور الدینؓ، حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار کے پہلے مصداق ٹھہرے۔

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

یہی وہ مبارک وجود تھا جس کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

(ترجمہ عربی عبارت روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 585-586)

پھر فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

ترجمہ: یعنی کیا ہی اچھا ہو اگر قوم کا ہر فرد نور دین بن جائے مگر یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ جب ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔

آپؓ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت پیار اور محبت سے روحانی بھائی ، حبی فی اللہ، محب، اخویم اور مولوی کے القابات استعمال فرمائے اور فرمایا دنیا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھے۔

یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مولوی حکیم نور الدینؓ کی حیات کے مطالعہ سے ایک مومن متوکل علی اللہ، محب رسولؐ، عاشق قرآن اور مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کی پینگیں بڑھا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ادارہ الفضل کی اس کاوش کو بھی دوسری کاوشوں کی طرح قبولیت کی سند عطا کرے اور ہم میں سے ہر ایک کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے والا بنائے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

حنیف محمود

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن

01-11-2022

فہرست مضامین

قسط 1

حیاتِ نورالدینؓ

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام آپؓ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

”میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجے کا صدّیق دیا۔“

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقین بُودے

شجرۂ نسب

حضرت مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ شجرۂ نسب کے اعتبار سے حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب خلیفۃ الرسول الثانیؓ کی نسل سے ہیں۔ آپ کے نسب میں جہاں مشائخ، اولیاء، علماء گزرے ہیں وہاں آپ سے اوپر گیارہویں پشت تک تمام بزرگ حفاظ قرآن چلے آتے ہیں۔

والد بزرگوار

آپؓ کے والد ماجد کا نام حضرت حافظ غلام رسول تھا۔آپ بھیرہ ضلع سرگودہا کے رہنے والے تھے۔آپؓ کے والد کو قرآن سے ایک خاص عشق تھا۔آپ ہزاروں روپے کے قرآن خرید کر لوگوں میں پھیلا دیتے تھے۔آپ کے متعلق آتا ہے کہ ایک تاجر بمبئی سے تیس

ہزار کے قرآن لے کر بھیرہ آیا تو آپ نے تمام قرآن خرید لئے۔ آپ اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت پر بہت زور دیتے تھے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ ”تم بھی اپنے بچوں کے لئے ایسے باپ بنو اللہ تعالیٰ میرے باپ پر رحم فرمائے۔ میرا باپ ایسا بلند ہمت تھا کہ اگر وہ اس زمانہ میں ہوتا تو مجھے تحصیل علم کے لئے امریکہ بھیج دیتا۔“

آپ کے سات بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سب سے چھوٹے تھے۔

والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کا تعلق اعوان قوم سے تھا۔ آپ نہایت دیندار گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ نیک عورت تھیں اور نماز کی انتہائی پابند تھیں۔ باورچی خانہ میں جائے نماز کھونٹی پر لٹکا رہتا نماز کا وقت ہوتا تو وہیں پڑھ لیتیں۔ آپ بچوں کو قرآن اور فقہ پڑھایا کرتی تھیں۔ آپؓ نے بھی قرآن اور فقہ کی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ نے تیرہ سال کی عمر سے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا اور پچاسی سال کی عمر تک برابر ہزاروں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کو مارنا نہیں چاہئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اَکْرِمُوْٓا اَوْلَادَکُمْ ... اولاد کے نیک بنانے کے لئے بہت دعا کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین نے ہمیں کبھی زدو کوب نہیں کیا۔ اور نہ کبھی گالی دی۔ وہ ہمارے تعلیم کے لئے بڑے سے بڑے خرچ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔

آپؓ فرماتے ہیں: میرے سامنے کبھی لڑکوں نے گالی نہیں دی۔ جب میں سامنے ہوتا تو کہتے یارو! اب سنبھل کے۔

سن پیدائش

آپؓ بھیرہ کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔ روزنامہ گلدستہ علم وادب لندن کی 13جنوری 2020ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی سوانح پر ایک مضمون شائع ہوا جس میں جماعتی کتب کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی عمر 74 سال اور پیدائش1841ء درج تھی۔ جس پر ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جماعتی ادارہ کو اس کی تحقیق کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس تحقیق کی مطابق وصیت کے ریکارڈ کے مطابق بوقت وفات آپؓ کی عمر 80 برس تھی۔ اس طرح خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے وقت آپ کی عمر74 سال بنے گی۔ اس لحاظ سے آپؓ کا سن پیدائش نکالا جائے تو وہ 1834ء بنے گا۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ”اس کے مطابق درستی کر لیں جَزَاکُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء“

چنانچہ اس ہدایت پر ”ایک ضروری تصحیح“ کے عنوان پر درج بالا الفاظ روزنامہ گلدستہ علم و ادب لندن کی اشاعت 28فروری 2020ء میں درج ہے۔

حصول علم واسفار

آپؓ کا کمال کا حافظہ تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ نے مجھے دودھ چھڑایا تھا مجھے یاد ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اس کے بعد لاہور اور راولپنڈی سے تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ اس کے بعد تحصیلی امتحان پاس کرنے پر چار سال تک پنڈدادنخان میں بطور ہیڈماسٹر تعینات رہے۔ ملازمت ترک کرکے مزید علوم کے حصول کے لئے رام پور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر اختیار کئے۔ ان ایام میں آپؓ نے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے مروّجہ علوم سیکھے۔

بھوپال سے واپسی پر آپؓ کے استاد نے آپؓ کو ایک ایسی نصیحت کی جس کے متعلق آپؓ کا فرمانا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرکے میں ساری زندگی خوش رہا۔وہ نصیحت آپؓ کے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب نے آپؓ کے استفسار پر کی۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ ”خدا نہ بننا، رسول نہ بننا۔“ اس پر آپؓ نے عرض کیا کہ مولوی صاحب سمجھ نہیں آئی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ اس پر آپؓ کی زبان سے نکلا کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ: وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بس ہماری مراد یہی ہے کہ تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں کیا تم کوئی خدا ہو؟ رسول یقین کرتا ہے کہ جو احکام اس کو خدا کی طرف سے ملے ہیں اس کی نافرمانی کرکے لوگ جہنم میں گر جائیں گے۔ اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔ لیکن اگر لوگ تمہارا فتویٰ نہ مانیں تو تھوڑی وہ اس سے جہنمی ہو جائیں گے۔ اس لئے تم کو رنج نہیں ہونا چاہئے۔

بھوپال میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے حج کے سفر کے اسباب اس طرح پیدا کئے کہ ایک امیر زادہ کو سوزاک ہو گئی اس کے علاج پر اس نے اس قدر رقم دی کے سفر حرمین کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو1865ء میں حج کی سعادت نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو مرتبہ مکہ مکرمہ جانے کی توفیق دی۔ آپﷺ سے عشق واطاعت کا اسقدر جوش اور جذبہ تھا کہ عموماً آپﷺ کداء کی طرف سے مکہ داخل ہوتے تھے۔ چونکہ کداء کی طرف سے جانے کے لئے پیدل بھی چلنا پڑتا تھا لوگ اس طرف رخ نہ کرتے تھے۔ لیکن آپؓ کو اطاعت رسولﷺ کا اسقدر جذبہ تھا کہ جس راستہ پر آپﷺ کے قدم پڑے ہیں اس کی پیروی کرنی ہےخواہ سواری سے اتر کر پیدل ہی چلنا پڑے۔

آپؓ نے جہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کی وہاں علماء کرام سے علم حدیث پڑھا۔ جن میں سے حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ قابل ذکر ہیں۔جن کو علم حدیث پر کمال دسترس تھی۔

پابندئ نماز

جن دنوں مدینہ میں آپؓ حضرت شاہ عبدالغنیؒ سے علم حاصل کرتے تھے۔ نماز ظہر جماعت سے رہ گئی۔ آپؓ کو اسقدر صدمہ ہوا کہ آپؓ کا رنگ زردہو گیا کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ جو قابل معافی نہیں۔ آپؓ کومسجد میں بھی داخل ہونے سے ڈر لگ رہا تھا۔ وہاں ایک باب

الرحمت ہے جس پر یہ قرآنی آیت درج ہے کہ

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ

(الزمر: 54)

اس آیت کو پڑھ کر بھی آپؓ ڈرتے ہوئے اور حیرت زدہ ہو کر مسجد میں داخل ہوئے۔ آپؓ گھبرائے ہوئے تھے، آپؓ جب منبر اور حجرہ شریف کے درمیان پہنچے اور نماز ادا کرنے لگے تو رکوع کے درمیان آپؓ کو ایک خیال زور سے آیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مَا بَیۡنَ بَیۡتِیۡ وَمِنۡبَرِیۡ رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ: جنت ایسی جگہ ہے کہ جہاں جو التجا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ آپؓ نے دعا کی کہ الٰہی میرا قصور معاف کر دیا جائے۔

عشق قرآن ومسئلہ ناسخ ومنسوخ

آپؓ فرماتے ہیں: ہزاروں کتابیں پڑھیں لیکن قرآن جیسی کوئی کتاب نہیں۔ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر بنا دیتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن میری غذا ہے۔ اگر آٹھ پہر میں قرآن پڑھ، سن نہ لوں، سکون نہیں آتا۔ سونے سے قبل آدھ پارہ میرا بیٹا مجھے سنا دیتا ہے۔ غرض قرآن کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ میری غذا ہے۔

آپؓ نے مسئلہ ناسخ ومنسوخ کے حل کے لئے مختلف کتب کا مطالعہ کیا جیسے اتقان، الفوز الکبیر وغیرہ۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پانچ آیات کو جن کے متعلق شاہ اللہ محدث دہلوی نے کہا تھا کہ وہ منسوخ ہیں ان کو بھی حل کرلیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ گزشتہ

مفسرین جن آیات کو حل نہ کرسکے، دراصل وہ ان آیات کا فہم وادراک حاصل نہ کرپائے اسلئے ان آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ اگر ان آیات کا حل تلاش کیا جاتا تو وہ ان کو حل کر سکتے تھے۔

تیراکی

آپؓ کو تیراکی میں کمال مہارت تھی آپؓ فرماتے ہیں کہ جب جہلم کا دریا پورے زور پر ہوتا تھا تو میں اس کو تیر کر عبور کر لیتا تھا۔

توکل علی اللہ

آپؓ فرماتے ہیں: آدمی کو ڈپلومہ یا ڈگری پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ ایک افسر مدارس پنڈدادن خان میں آیا۔ آپؓ کو کہنے لگا آپ کو اپنے ڈپلومہ پہ گھمنڈ ہے۔ آپؓ نے ڈگری منگوا کر اس کے سامنے پھاڑ دی۔ فرمایا کہ اس ڈگری پر آدمی کو غرور اور تکبر نہیں کرنا چاہئے ورنہ شرک ہوتا ہے۔ مجھے ان ڈگریوں پر بھروسہ نہیں اللہ پر بھروسہ ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے بعد کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری آمدنی کا راز خدا نے کسی کو بتانے کی اجازت نہیں دی۔ آپؓ سے کوئی قرض کا مطالبہ کرنے آیا۔ آپؓ کے پاس رقم نہیں تھی۔ آپؓ نے دعا کی۔ مصلّٰی اٹھایا تو اس میں سے ایک پاؤنڈ مل گیا۔ایک کشمیری دوست نے آپؓ کے پاس 4سور روپے امانت رکھوائی۔ چند دن بعد تار آئی کے مجھے امانت لوٹا دیں۔ آپؓ اپنے ہسپتال میں تھے۔ اسی دوران دو ہندو رئیس شاہ پور سے آئے انہوں نے نذرانہ کے طور پر چار سو

روپیہ اور پھل پیش کر دیئے۔

زیارت رسولؐ

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خواب میں آ کر مجھے فرمایا کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بہت پڑھا کرو۔

حضرت خلیفہ اولؓ کی قادیان کی زندگی

حضرت خلیفہ اوّلؓ حضرت اقدس مسیح موعود کے سچے عاشق صادق تھے۔ اول المبائعین، اول المہاجرین تھے۔ ریاست جموں میں جہاں آپؓ طبیب تھے۔ آپؓ کی ماہوار آمدنی 1500 روپے تھی۔ اس کو چھوڑنے پر آپؓ کو کوئی ملال نہ تھا۔ 1893ء میں جب حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے آپؓ سے بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منشاء ہے کہ اب آپؓ یہیں رک جائیں۔ تو آپؓ نے فرمایا: بہت اچھا اور پھر کبھی بھیرہ کا نام نہ لیا۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو بلالیں۔ آپؓ نے پہلے اپنی ایک بیوی کو پھر دوسری کو بلا لیا۔ پھر کبھی اپنے آبائی وطن کا نام نہ لیا۔

قادیان میں آپؓ کے مشاغل

قبل از خلافت 13 سال، بعداز خلافت 6 سال۔ صبح کے وقت بیماروں کو دیکھتے۔ حدیث اور طب پڑھاتے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرتے۔ امربالمعروف، نھی عن المنکر کا سلسلہ بھی چلتا رہتا۔ عصر کے بعد درس قرآن ہوتا۔ صبح کے وقت زنانہ میں درس قرآن

ہوتا۔ امامت کے فرائض بھی ادا کرتے۔

صدر انجمن کے قیام پر 29 جنوری 1906ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کو پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا آپ کی رائے انجمن کی سو رائے کے برابر سمجھنی چاہیئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ تصانیف کے کام میں مصروف رہتے۔ آپؓ کا رجحان ادب کی وجہ سے کتب لکھنے کی طرف نہیں گیا۔ دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کا جو جواب آپؓ نے تحریر فرمایا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کا لفظ لفظ سن کر اس کا نام نورالدین تجویز فرمایا۔

آپؓ فرماتے ہیں خداتعالیٰ مجھے یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ عطا فرماتا رہتا ہے۔ کسی چیز کی بھی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ خود پوری کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت سے کئے گئے سفر

بھیرہ سے قادیان ہجرت کرنے کے بعد کوئی سفر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت کے بغیر نہ کیا۔وہ سفر جو آپؓ نے اجازت سے کئے درج ذیل ہیں۔

1. ریاست جموں و کشمیر کے بعض اراکین نے بلایا
2. نواب بہاولپور کے علاج کے لئے۔
3. آپؑ نے نواب محمد علی خان صاحب کی درخواست پر مالیر کوٹلہ درس قرآن وحدیث کے لئے ایک سال آپؓ کو بھیجا۔

4. آریاؤں کے جلسہ میں لاہور حضرت اقدس کا مضمون پڑھنے گئے۔ وہ مضمون چشمہ معرفت میں ہے۔
5. ملتان مقدمہ کی پیروی میں جانا پڑا۔ واپسی پر لاہور میں آپؓ کا لیکچر ہوا۔
6. شیخ رحمت اللہ صاحب کے گھر اور دوکان کی بنیادی اینٹ رکھنے لاہور گئے۔
7. حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بلانے پر دہلی کا سفر اختیار کیا۔ آپؓ نے فرمایا: ”بلاتوقف دہلی پہنچو۔“ بغیر کرایہ اور گھر بتائے اس طرح فوراً دہلی روانہ ہوگئے۔ امرتسر پہنچنے پر کرایہ بھی ختم ہوگیا۔ اسٹیشن پر ایک ہندو رئیس نے کہا کے حضور میری بیوی سخت بیمار ہے آپ اسے دیکھ لیں میں آپ کو وقت سے پہلے واپس چھوڑ جاؤں گا۔ واپسی پر اس نے دہلی کی ٹکٹ اور پیسہ بھی ساتھ دے دیئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا۔

عہد خلافت

اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کے اصرار پر آپؓ نے 27ء مئی 1908ء کو بیعت لی۔ آپؓ نے ایک پر معارف تقریر ارشاد فرمائی کہ اگر تم نے مجھے خلیفہ چن لیا ہے تو اب تم کو میری فرمانبرداری واطاعت کرنی ہوگی۔

واقعات زمانہ خلافت (1) محلہ دارالعلوم کی زمین کی خریداری (2) مدرسہ تعلیم الاسلام وبورڈنگ ہاؤس کی شاندار عمارات کی تعمیر (3) مسجد نور کی عمارت کی تعمیر (4) نور ہسپتال (5) مدرسہ احمدیہ کا قیام (6) برہمن بڑیا کے مشہور عالم مولانا مولوی عبدالواحد صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس ذریعہ سے سینکڑوں لوگ نے بیعت کی۔ (7) اخبار نور کا

اجراء (8) اخبار الفضل کا اجراء (9) اخبار الحق کا اجراء (10) بہت سے شہروں میں احمدیوں اور غیر از جماعت کے مابین مباحثات ہوئے۔ (11) واعظین سلسلہ نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں دورے کئے۔ (12) غیر احمدی حضرات نے واعظین سلسلہ کو اپنے جلسوں پر بلانا شروع ہو گیا۔ (13) لندن میں اسلامی مشن کا قیام،خواجہ کمال الدین، حضرت چوہدری فتح محمد سیال لنڈن پہنچے۔ (14) بیت المال کا قیام (15) لنگر خانہ کاباقاعدہ انتظام (16) قادیان میں پبلک لائبریری کا قیام (17) انجمن انصار اللہ کا قیام (18) رسالہ احمدی خواتین۔

وصال

آپؓ کو گھوڑی سے گرنے کی وجہ سے زخموں میں انفیکشن ہو گیا جو بگڑتے بگڑتے دق کی شکل اختیار کر گیا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب آپؓ کو اپنی کوٹھی پر لے گئے تھے۔ انہوں نے آپؓ کی خدمت کا حق ادا کیا۔ آپؓ کا وصال 13مارچ 1914ء کو ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپؓ کی تدفین حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پہلو میں بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

سر سید احمد خان کا تبصرہ

آپؓ نے سر سید احمد کو خط لکھا کہ جاہل علم حاصل کرکے عالم بنتا ہے، عالم ترقی کرکے حکیم، حکیم ترقی کر کے صوفی بنتا ہے، صوفی ترقی کرکے کیا بنتا ہے؟ سر سید احمد نے جواب دیا صوفی ترقی کر کے نورالدین بنتا ہے۔

اولاد

بوقت وفات آپؓ کی بیوی مکرمہ صغری بیگم صاحبہ انکی اولاد پانچ لڑکے اور ایک لڑکی زندہ موجود تھے۔اور پہلی بیوی مکرمہ فاطمہ بی بی مرحومہ صاحبہ سے صاحبزادی حفصہ صاحبہ زوجہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب زندہ تھیں۔

بیٹوں کے نام: صاحبزادہ عبدالحیی مرحوم صاحب، صاحبزادہ عبدالسلام صاحب، صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب، صاحبزادہ عبدالمنان صاحب، صاحبزادہ عبداللہ صاحب، بیٹی صاحبزادی امۃ الحیی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔

تصانیف

آپؓ کی تصانیف میں حقائق الفرقان، دینیات کا پہلا رسالہ، خطابات نور، خطبات نور، ارشادات نور، مرقات الیقین فی حیات نور الدین، تصدیق براہین احمدیہ، فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب، فصل الخطاب فی مسألۃ فاتحۃ الخطاب، نور الدین بجواب ترک اسلام، رد تناسخ، بیاض نور الدین، ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، ابطال الوہیت مسیح، خطوط جواب شیعہ وردّ نسخ، مبادی الصرف والنحو۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

1885ء میں جموں سے قادیان پہلی مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔ اور پھر قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ آپؓ فرماتے تھے اگر مجھے کوئی

روزانہ ایک ہزار روپیہ دے تو پھر بھی میں حضرت مسیح موعودؑ کی محفل چھوڑ کر قادیان سے نہ جاؤں گا۔

ایک دفعہ نواب خان صاحب مرحوم تحصیلدار نے آپؓ سے عرض کیا کہ آپ کو مرزا صاحب کی مریدی سے کیا فائدہ ملا۔ آپؓ نے فرمایا: بہت فائدے ہوئے۔ پہلے آپ ﷺ کی زیارت خواب میں ہوتی تھی لیکن اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپؓ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ ”سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نور الدین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال سے کر رہے ہیں۔ ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش! وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔“

فرمایا: ”آپ (مومنوں) کا فخر ہیں۔ آپ ایک بے مثال وجود ہیں۔“

فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجے کا صدّیق دیا۔“

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقین بُودے

فرمایا: ”ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

(روحانی خزائن جلد5 صفحہ586)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ فِی الْجَنَّۃِ النَّعِیْمِ

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 24 مئی 2022ء، لندن)

قسط 2

عشق قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے زلفِ محبوب نظر آتے ہیں۔ اور میرے منہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہوتا ہے۔ اور میرے سینے میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔

(حیات نور صفحہ516)

مارچ 1913ء میں ایک معزز غیر احمدی میاں محمد اسلم صاحب قادیان تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں قادیان کا جو نقشہ کھینچا، اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے۔

میاں محمد اسلم صاحب لکھتے ہیں: اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی میں نے ان سے درس قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اس وقت رکھتے ہوں گے۔ مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگا تار سارا دن کام کرتا رہتا ہے۔ وہ متحدہ طور پر آج

کل کے تندرست وقوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔ میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو نہیں سمجھتا لیکن اپنے فرض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پورا پیرو کہنے میں اگر منافقت کروں تو یقین میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔

(حیات نور صفحہ612)

قرآنی علوم کی تحصیل کے پانچ ادوار

حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک ہم نے ایک راہ کا تجربہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی دل میں سچّی تڑپ اور پیاس علومِ قرآنی کے حصول کے واسطے پَیدا کر کے تقوٰی تام سے دعائیں کرے اور اِس طرح سے قرآن شریف شروع کرے۔

دَور اوّل: خود تنہا ایک مترجَم قرآن شریف لے کر جس کا ترجمہ لفظی ہو انسان کی اس میں اپنی ملاوٹ کچھ نہ ہو اور اس کے واسطے مَیں شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پسند کرتا ہوں لے کر ہر روز بقدر طاقت بلاناغہ کچھ حصّہ قرآن کا پڑھا کرے اور لفظوں کے معنوں میں غور کرے پھر جہاں آدم اور شیطان کا حال مذکور ہو اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا مَیں آدم ہوں یا کہ ابلیس۔ موسٰی ہوں کہ فرعون۔ مجھ میں یہودیوں کے خصائل ہیں یا کہ مسلمانوں کے اور اِسی طرح سے عذاب کی آیات سے ڈرے اور پناہ مانگے اور رحمت کی آیات سے خوش ہو اور اپنے کو رحمت کا مورَد بننے کے واسطے دعائیں کرے۔ ہر روز درود، دعا، استغفار اور لاحَول پڑھ کر شروع کرے اور اِسی طرح ختم کرے۔ اِسی طرح سے دَورِ اوّل ختم کر دیوے اور اس دَور میں ایک نوٹ بُک پاس رکھے

مشکل مقامات اس میں نوٹ کرتا جاوے۔

پھر **دَورِ دوم** شروع کرے اور اس میں اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر سناوے اور یہ جانے کہ قرآن شریف ہم دونوں کے واسطے نازل ہوا ہے بیوی خواہ توجّہ کرے یا نہ کرے یہ سُنائے جاوے اور پہلے دَور کی نسبت کسی قدر بسط کرتا جاوے اور پہلے طریق کی طرح اِس دَور کو بھی ختم کرے اور وہ پہلی نوٹ بُک پاس رکھے اور اسے دیکھتا رہے پھر اِس دَور میں یہ دیکھے گا کہ بہت سے وہ **مشکل مقامات** جو دَورِ اوّل میں نہیں سمجھتا تھا اِس دَور میں حل ہو جائیں گے۔ اِس دَورِ ثانی کی بھی ایک الگ نوٹ بُک تیار کرے۔

پھر اِسی طرح سے **دَورِ ثالث** شروع کرے اور گھر کے بچّوں، عورتوں اور پڑوسیوں کو بھی اِس دَور میں شامل کرلے مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی اعتراض نہ کریں اور پہلی اور دوسری دونوں نوٹ ُبکیں اپنے سامنے رکھے اِس طرح اِس دَور میں دیکھے گا بہت سے مُشکلات جو پہلے دونوں دَوروں میں حل نہ ہوئے تھے اِس دفعہ حل ہو جاویں گے۔ اِس دَور کی ایک الگ نوٹ بُک تیار کرے۔

دَورِ ثالث کے بعد چوتھا دَور عام مجمع کے سامنے شروع کرے مگر سامعین ہوں۔ ان کے اعتراضات وغیرہ کے اگر جواب آتے ہوں تو دیتا جاوے ورنہ نوٹ بُک میں نوٹ کرتا جاوے اور ان کے حل کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دردِ دل سے دعائیں کرتا رہے

اور پانچواں دَور شروع کردے اور بِلاامتیاز مسلمان و مشرک، کافر و مومن کو سُنانا شروع کر دے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور فیضان اس کے شاملِ حال ہو گا اور ایک بہت بڑا حِصّہ قرآن شریف کا اسے سکھا دیا جاوے گا۔اور باریک در باریک حقائق و معارف اور

اسرار کلامِ ربّانی اس پر کھولے جاویں گے۔ غرض یہ ہمارا مجرّب اور آزمودہ طریقہ ہے پس جس کو قرآن سے محبّت اور علومِ قرآن سیکھنے کی پیاس اور سچّی تڑپ ہو وہ اِس پر کار بند ہو کر دیکھ لے۔

یاد رکھو کہ قرآن شریف پڑھو اِس لئے کہ اس پر عمل ہو۔ ایسی صورت میں اگر تم قرآن شریف کھول کر اس کا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے اخیر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کِس گروہ میں ہو۔ کیا مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ ہو یا مغضوب ہو یا ضالّین ہو اور کیا بننا چاہیئے۔ مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ بننے کے لئے سچّی خواہش اپنے اندر پیدا کرو پھر اس کے لئے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعامِ الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اِس طریق پر اگر صرف سُورۃ فاتحہ ہی کو پڑھ لو تو مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف کے مطالب و معانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 2 تا 4)

قرآنی علوم سے مسلمانوں کے نابلد رہنے کا درد اور غم

حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ فرماتے ہیں: اس وقت کیسی مصیبت کے دن ہیں۔ سات کروڑ کے قریب مسلمان کہلاتے ہیں۔ چھ کروڑ کے کان میں قرآن کبھی نہیں گیا ایک کروڑ ہو گا جو یہ سُنتا ہے کہ قرآن ہے مگر اسے سمجھنے کا موقع نہیں۔پھر چند ہزار ہیں جو قرآن مجید باترجمہ پڑھتے ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ عمل درآمد کے لئے کِس قدر تیار ہیں۔ مَیں نے ایک

بڑے عالم فاضل کو دیکھا جن کا مَیں بھی شاگرد تھا۔ وہ ایک پُرانا عربی خطبہ پڑھ دیتے تھے۔ ساری عمر اسی میں گزار دی اور قرآنِ مجید نہ سُنایا حالانکہ علم تھا، ذہین و ذکی تھے، نیک تھے، دُنیا سے شاید کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ پھر ان کی اولاد کو بھی مَیں نے دیکھا وہ بھی اسی خطبہ پر اِکتفا کرتی۔ مَیں نے آنکھ سے روزانہ التزام درس کا کہیں نہیں دیکھا۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 143-144)

قرآن کریم پر غور کرنے کے لئے عالم فاضل ہونا لازم نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ایک بار وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں۔ صرف و نحو تو آتی نہیں۔ میں نے کہا صرف و نحو کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں قَالَ پہلے سے موجود ہے بنانا نہیں پڑتا پھر صرف کی کیا ضرورت ہے۔ رہی نحو ۔ قرآن شریف میں زیریں زبریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس نے گھبرا کر کہا۔ کہ اچھا معانی بدیع کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ وہ امر زائد ہے۔ جب وہ اس سے بھی رُکا تو کہنے لگا۔ کہ کم از کم لغت کی تو ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم اپنی ہی بولی پر ذرا غور کر کے قرآن شریف پڑھو تو لغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں۔ تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو۔ میں تمہیں ترجمہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا مَیں نے کہا۔ کیسی صاف بات ہے گلاؤ گل سِدّھی۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 426)

مرض الموت میں بھی درس قرآن جاری رکھنا

یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحت کافی عرصہ سے کمزور چلی آتی تھی لیکن فروری کے دوسرے ہفتہ میں زیادہ گرنا شروع ہو گئی۔تاہم آپؓ اس امر کی انتہائی کوشش فرماتے رہے کہ جب تک زبان حرکت کرسکے۔قرآن کریم کا درس جاری رہنا چاہیئے۔ چنانچہ آپؓ کے درسوں میں شامل ہونے والے احباب بیان کرتے ہیں کہ جب آپؓ جنوری 1914ء کے شروع میں بیمار ہوئے تو باوجود بیماری اور کمزوری کے حسب معمول مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جا کر ایک توت کے درخت کا سہارا لے کر درس دیتے رہے۔ گو رستہ میں چند مرتبہ ناتوانی کی وجہ سے مقام بھی کرلیتے تھے۔جب کمزوری بہت بڑھ گئی اور مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنا دشوار ہو گیا تو بعض دوستوں کے اصرار پر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں درس دینا شروع فرما دیا۔ان ایام میں آپؓ نقاہت کی وجہ سے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لاتے تھے اور اسی طریق پر واپس تشریف لے جاتے تھے۔ مگر جب ضعف اور بھی بڑھ گیا اور دوسروں کے سہارے بھی چلنا مشکل ہو گیا تواپنے صاحبزادہ میاں عبد الحی صاحب کے مکان میں درس دیتے رہے۔اور آپؓ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ اپنے آقاو مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کے مطابق کھڑے ہو کر درس دیا جائے مگر آخری دو تین ہفتہ جب اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی توڈاکٹروں نے درس بند کر دینے کا مشورہ دیا تو فرمایا کہ قرآن کریم میری روح کی غذا ہے۔اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے۔لہٰذا درس میں کسی حالت میں بھی بند نہیں کرسکتا غالباً انہی ایام کا ذکر کرتے ہوئے ''الفضل'' لکھتا ہے:

”ضعف کا یہ حال ہے کہ بغیر سہارے کے بیٹھنا تو درکنار سر کو بھی خود نہیں تھام سکتے۔اسی حالت میں ایک دن فرمایا کہ بول تو میں سکتا ہوں خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ میں قرآن مجید سنا دوں۔“

(حیات نور صفحہ 692-693)

آخری وصیت اور درس قرآن

آپؓ کی آخری تحریری وصیت میں بھی درس قرآن جاری رکھنے کی نصیحت موجود ہے۔

آپؓ اس وصیت میں تحریر فرماتے ہیں: میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔ نور الدین۔ 4/مارچ 1914ء

(حیات نور صفحہ 703)
(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 31 مئی 2022ء، لندن)

قسط 3

بے مثال اطاعت

اطاعتِ مسیح الزمان میں
وطن کا خیال تک دل سے نکال دیا

گو آپ کی روح ہر وقت حضرت اقدس امام الزمان کی عالی بارگاہ میں رہنے کے لئے بیقرار رہتی تھی اور اس لحاظ سے آپ کو ملازمت سے فراغت پا کر فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر غالباً اس خیال سے کہ ایک معقول رقم آپ کے ذمہ ابھی بطور قرض ہے جب تک اس کی ادائیگی کا انتظام نہ ہو جائے دارالامان میں سکونت اطمینان بخش نہیں ہوسکتی، آپ نے بھیرہ پہنچ کر ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفاخانہ کھولنے کا ارادہ فرمایا۔ اور اس کے لئے ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا۔ ابھی وہ مکان ناتمام ہی تھا کہ آپ کو کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔لاہور پہنچ کر جی چاہا کہ قادیان نزدیک ہے حضرت اقدس سے بھی ملاقات کر لیں۔ مگر چونکہ بھیرہ میں ایک بڑے پیمانہ پر تعمیر کا کام جاری تھا۔ اس لئے بٹالہ پہنچ کر فوری واپسی کی شرط سے کرائے کا یکہ کیا۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل اس کے کہ آپ واپسی کی اجازت مانگتے۔ حضور نے خود ہی دوران گفتگو میں فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ آپ نے عرض کیا۔ ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے تو یکے والے سے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔

اگلے روز حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ آپ نے حسب الارشاد بیوی کو بلانے کے لئے خط لکھ دیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آ سکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیا جائے۔جب آپ کی بیوی آ گئیں تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے۔ لہذا آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے۔ آپ اس کو ضرور بلالیں لیکن مولوی عبد الکریم صاحبؓ سے فرمایا کہ مجھ کو مولوی نورالدین صاحب کے متعلق الہام ہوا ہے۔ اور وہ شعر حریری میں موجود ہے کہ

اَلَا تَصْبَوَنَّ اِلَی الْوَطَن
فِیْہِ تُھَانُ وَ تُمْتَحَن

پر ایک موقعہ پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہو گا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے“۔

۔۔۔ ایک مرتبہ بھیرہ کے کسی رئیس نے آپ کی خدمت میں چٹھی لکھی کہ میں بیمار ہوں اور آپ ہمارے خاندانی طبیب ہیں مہربانی فرما کر بھیرہ تشریف لا کر مجھے دیکھ جائیں۔ آپ نے اس رئیس کو لکھا کہ میں بھیرہ سے ہجرت کر چکا ہوں اور اب حضرت مرزا

صاحب کی اجازت کے بغیر میں قادیان سے باہر نہیں جاتا۔ آپ کو اگر میری ضرورت ہے تو حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھو۔ چنانچہ اس رئیس نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ مولوی صاحب! آپ بھیرہ جا کر اس رئیس کو دیکھ آئیں۔ جب آپ بھیرہ پہنچے تو اس رئیس کا مکان بھیرہ کے ارد گرد جو گول سڑک ہے اس پر تھا۔ اسے آپ نے دیکھا اور نسخہ تجویز فرما کر فورًا واپس تشریف لے آئے۔ نہ اپنے آبائی مکانوں کو دیکھا نہ نئے زیر تعمیر مکان تک گئے، نہ عزیزوں سے ملاقات کی، نہ دوستوں سے ملے بلکہ جس غرض کے لئے حضرت اقدس نے آپ کو بھیجا تھا جب وہ غرض پوری ہو گئی تو فوراً واپس تشریف لے آئے۔

(حیات نور صفحہ184-185)

اگر ہم نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا

ایک مرتبہ قادیان دارالامان میں ایک نواب صاحب حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی خدمت میں علاج کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ایک دن نواب صاحب کے اہلکار حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس آئے جن میں ایک مسلمان اور ایک سکھ تھا اور عرض کی کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات کو جانتے ہیں۔ اس لیے نواب صاحب کا منشا ہے کہ آپ اُن کے ہمراہ وہاں تشریف لے جائیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ میں اپنی جان کا مالک نہیں میرا ایک آقا ہے اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر ظہر کے وقت وہ اہلکار مسجد میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح

موعود علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا حضورؑ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لیے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے لیکن مولوی صاحبؓ کے وجود سے ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس لیے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔ اس دن جب عصر کے بعد درس قرآن مجید دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے۔ فرمایا ! مجھے آج اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے اور وہ یہ کہ میں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے لیے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر ہم نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا۔

(حیات نور صفحہ 186-187)

کانٹوں سے پاؤں زخمی ہوگئے

ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ ازراہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں درخواست کی جس پر حضورؑ نے اجازت عطا فرما دی۔ بعد نماز عصر جب مولوی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی بہت اچھا۔ بٹالہ پہنچے۔مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہوگئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت!راستے میں چوروں

اورڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے۔ پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے کئی مقامات پر پیدل پانی میں گزرنا پڑے گا۔ مگر آپؓ نے فرمایا خواہ کچھ ہو۔ سواری کا انتظام بھی ہویانہ ہو۔ میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا۔ کیونکہ میرے آقا کاارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپؓ چل پڑے۔ مگر بارش کی وجہ سے راستہ میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہوچکا تھا کہ آپؓ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپؓ کے پاؤں زخمی ہوگئے مگر (18 کلو میٹر کافاصلہ طے کرتے ہوئے) قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہوگئے۔ حضرت اقدسؑ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ قبل اس کے کوئی اور جواب دیتا آپؓ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی حضور!میں واپس آ گیا تھا۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہوچکے ہیں اور میں سخت تکلیف اٹھا کر واپس پہنچا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔

(حیات نور صفحہ 189)

حضرت اقدس مسیح موعوؑ سے عشق و محبت کی ایک اور داستان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے قابل شادی لڑکوں اور لڑکیوں کی ایک فہرست تیار فرمائی تھی اور اسے آپؑ نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا کرتے تھے اور عموماً جو کوئی احمدی اپنی لڑکی یا لڑکے کے لیے رشتہ معلوم کرنا چاہتا۔ حضورؑ اس کے مناسب حال اسے رشتہ بتادیا کرتے تھے اور ہر شخص حضورؑ کے تجویز فرمودہ رشتہ کو بطیب خاطر منظور

کر لیتا تھا۔ مگر ایک مرتبہ ایک شخص کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کا ارشاد فرمایا تو اس نے منظور نہ کیا۔ اس پر حضورؑ کو بہت تکلیف ہوئی اور حضورؑ نے آئندہ کے لیے رشتہ ناطہ کے اس انتظام کو ختم کر دیا۔ ...ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کردینے کے لیے فرمایا مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت آپؓ کی صاحبزادی امۃ الحئ صاحبہ جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں کام کرنے والی مہترانی) کے لڑکے کو دیدو۔ تو میں بغیر کسی انقباض کے فورًا دے دوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق ومحبت کا تھا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا کہ بالآخر وہی لڑکی حضورؑ کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر تھا۔

(حیات نور صفحہ 187-188)

اطاعتِ امام میں جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں رہتا تھا

ایک مرتبہ آپؓ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے

یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور صفحہ187-188)

چارپائی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ میں اطاعت و ادب کا مادہ کمال درجہ پر تھا۔ جن دنوں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صاحبزادے مرزا مبارک احمد صاحب بیمار تھے۔ تو ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو محترم صاحبزادہ صاحب کو دیکھنے کے لیے گھر میں بلایا۔ اس وقت حضورعلیہ السلام صحن میں ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ آتے ہی حضور علیہ السلام کی چارپائی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت اقدس مسیح پاکؑ نے فرمایا مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے عرض کیا حضور میں بیٹھا ہوں اور کچھ اونچے ہو گئے اور ہاتھ چارپائی پر رکھ لیا مگر حضور علیہ السلام نے جب دوبارہ کہاتوحضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اٹھ کر چارپائی کے ایک کنارہ پر پائنتی کے اوپر بیٹھ گئے۔ اطاعت میں کیسا کمال ہے کہ وہ شخص جو کسی بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے زمین پر بیٹھنے کے لیے طالب علمی کے زمانہ میں بھی تیار نہیں ہوتا تھا، دینی و دنیوی ترقیات کی اعلیٰ منزلیں طے کرنے کے بعد بھی حضرت مسیح پاکؑ کے سامنے زمین پر بیٹھنے ہی میں سعادت عظمیٰ سمجھتا ہے۔

(حیات نور صفحہ188-189)

بلا توقف دہلی پہنچ جانا

22 اکتوبر 1905ء کو حضرت اقدسؑ، حضرت ام المومنینؓ کو آپ کے خویش واقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔ اس پر حضورؑ کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ کو تار دلوادیا۔ جس میں تار لکھنے والے نے (Immediate) یعنی بلا توقف کے الفاظ لکھ دیئے۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحبؓ اپنے مطب میں بیٹھےہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بھجوادیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔

جب آپؓ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپؓ کا انتظار ہی کر رہا تھا، عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے۔مہربانی فرما کر اسے دیکھ کرنسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا۔ میں نے اس گاڑی پر دہلی جاناہے۔ اس رئیس نے کہا۔ میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپؓ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا۔ اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی۔ اور اس طرح سے آپؓ دہلی پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(حیات نور صفحہ285)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 7 جون 2022ء، لندن)

قسط 4

توکل علی اللہ

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ جب کسی انسان پر اپنا فضل نازل کر کے اسے کوئی اعلیٰ مرتبہ دینا چاہتا ہے تو اس کی تربیت کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو چونکہ آئندہ چل کر ایک عظیم الشان روحانی جماعت کا امام بننامقدر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے حالات میں سے گزارا اور خدا تعالیٰ پر توکل آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا۔

میرا خدا ہمیشہ میرا خزانچی رہا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: میرا خدا ہمیشہ میرا خزانچی رہا ہے۔ مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ میرا توکل ہمیشہ خدا پر رہا اور وہ قادر ہر وقت میری مدد کرتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک وقت مدینہ میں میرے پاس کچھ نہ تھا۔ حتی کہ رات کے کھانے کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔جب نماز عشاء کے لئے وضو کر کے مسجد کو چلا تو راستہ میں ایک سپاہی نے مجھ سے کہا کہ ہمارا افسر آپ کو بلاتا ہے۔ میں نے نماز کا عذر کیا۔ پر اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ میں تو سپاہی ہوں۔ قلم پر کام کرتا ہوں۔ آپ چلیں۔ ورنہ مجھے مجبور اًلے جانا ہو گا۔ ناچار میں ہمراہ ہو گیا۔ وہ ایک مکان پر مجھے لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امیر اور سامنےجلیبیوں کی بھری ہوئی رکابی رکھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ اسے کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا ہمارے ملک میں اسے جلیبی کہتے ہیں۔ کہا کہ ایک

ہندوستانی سے سن کر میں نے بنوائی ہیں خیال کیا کہ اس کو پہلے کسی ہندوستانی کو ہی کھلا وں۔ چنانچہ مجھے آپ کا خیال آ گیا۔ اس لئے میں نے آپ کو بلوایا۔ اب آپ آگے بڑھیں اور کھائیں۔ میں نے کہا۔ نماز کے لئے اذان ہو گئی ہے۔ فرصت سے نماز کے بعد کھاؤں گا۔ کہا۔ مضائقہ نہیں۔ ہم ایک آدمی کو مسجد بھیج کر کہیں گے کہ تکبیر ہوتے ہی آ کر کہہ دے۔ خیر میں کھا کر جب شکم سیر ہو گیا تو ملازم نے اطلاع دی کہ نماز تیار ہے۔ تکبیر ہوچکی ہے۔ پھر دوسری صبح ہی جبکہ اپنا بستہ صاف کر رہا تھا۔ اور اپنی کتا بیں الٹ پلیٹ کر رہا تھا۔ تو نا گہاں ایک پونڈ مل گیا۔ چونکہ میں نے کبھی کسی کا مال نہیں اٹھایا۔ اور نہ کبھی مجھے کسی کا روپیہ دکھلائی دیا۔ اور میں یہ خوب جانتا تھا کہ اس مقام پر مدت سے میرے سوائے کوئی آدمی نہیں رہا اور نہ کوئی آیا۔ لہٰذا میں نے اسے خدائی عطیہ سمجھ کر لے لیا اور شکر کیا کہ بہت دنوں کے لئے یہ کام دیگا۔

(حیات نور صفحہ515-516)

توکل علی اللہ کی خوشی

ان ایام میں آپ کو تاریخ ابن خلدون کی خرید کا شوق پیدا ہوا مگر روپیہ پاس نہیں تھا اور تاجر جس کے پاس وہ کتاب تھی قسطوں میں قیمت لینا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے آپ اسے خرید نہ سکے۔ لیکن ایک دن نماز ظہر کے لئے جب مطب میں تشریف لائے تو کتاب کو موجود پا کر حیران رہ گئے۔ اِس سے پوچھا۔ اُس سے دریافت کیا۔ کچھ پتہ نہ چلا کہ کتاب کون رکھ گیا ہے۔ آخر ایک روز ایک بیمار نے بتایا کہ یہ کتاب ایک سکھ رکھ گیا تھا۔ جب اس سکھ کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ آپ کی مجلس میں ذکر ہوا

تھا کہ آپ کے پاس کتاب خریدنے کے لئے روپیہ نہیں ہے تو میں کتاب خرید کر یہاں رکھ گیا تھا اور روپیہ میں نے فلاں امیر سے حاصل کر لیا تھا کیونکہ اس کا مجھے حکم ہے کہ حکیم صاحب کو جب کوئی ضرورت ہوا کرے بلا ہمارے پوچھے روپیہ خرچ کر دیا کرو لیکن آپ نے اس امیر کو وہ روپیہ جلد ہی واپس کر دیا۔ جس کی وجہ سے اسے سخت رنج پہنچا اور اس نے آپ کے بڑے بھائی صاحب کو بلا کر گلہ کیا کہ ہم نے تو نذرانہ پیش کیا تھا مگر انہوں نے واپس کر دیا۔ چنانچہ آپ کے بھائی نے وہ روپیہ واپس لے لیا اور آپ کو ملامت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”توکل علی اللہ کی خوشی کے مقابلہ میں یہ رقم مجھ کو لینی گوارا بھی نہ تھی“

(حیات نور صفحہ95)

توکل علی اللہ کی برکات

آپ ریاست میں ایک معقول تنخواہ پانے کے علاوہ سال میں متعدد مرتبہ بیش بہا انعام و اکرام سے بھی نوازے جاتے تھے مگر وہ ساری رقم آپ طلباء، بیوگان، یتامیٰ اور دیگر ضرورتمندوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کر دیتے تھے اور بالکل متوکلانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ جموں میں حاکم نام ایک ہندو پنساری تھا۔ وہ ہمیشہ آپ کو نصیحتاً کہا کرتا تھا کہ آپ ہر ماہ کم از کم ایک صد روپیہ پس انداز کر لیا کریں۔ یہاں بعض اوقات اچانک مشکلات پیش آ جایا کرتی ہیں۔ مگر آپ اسے ہمیشہ ہی فرمایا کرتے تھے کہ ایسے خیالات لانا اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ ہم پر ان شاء اللہ کبھی مشکلات نہ آئیں گے۔ جس روز آپ کو ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس ملا۔ وہ ہندو پنساری آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی

صاحب! شاید آج آپ کو میری نصیحت یاد آئی ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری نصیحت کو میں جیسا پہلے حقارت سے دیکھتا تھا آج بھی ویسا ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ آپ سے باتیں ہی کر رہا تھا کہ خزانہ سے چارسو اسی روپے کی ایک رقم آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے ہمراہ پہنچا دی گئی کہ یہ آپ کی ان دنوں کی تنخواہ ہے جو اس ماہ میں سے گزر چکے ہیں۔ اس پنساری نے افسروں کو گالی دے کر کہا کہ ”کیا نوردین تم پر نالش تھوڑا ہی کرنے لگا تھا“۔ ابھی وہ اپنے غصے کو فرو نہ کرنے پایا تھا کہ ایک رانی صاحبہ نے آپ کے پاس اپنے جیب خرچ کا بہت سارو پیہ بجھوایا اور معذرت بھی کہ اس وقت ہمارے پاس اس سے زیادہ رو پیہ نہیں تھا ورنہ ہم اور بھی بجھواتے۔ اس روپ کو دیکھ کر تو اس پنساری کا غضب اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اس وقت ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ کے مقروض بھی تھے اور اسے اس قرض کا علم تھا۔ اس قرض کی طرف اشارہ کر کے وہ کہنے لگا کہ بھلا یہ تو ہوا۔ جن کا آپ کو قریباً دولاکھ روپیہ دینا ہے وہ اپنا اطمینان کئے بغیر آپ کو کیسے جانے دیں گے۔ ابھی اس نے یہ بات ختم ہی کی تھی کہ قارض کا ایک آدمی آیا اور بڑے ادب سے ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ میرے پاس ابھی تار آیا ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو جانا ہے۔ ان کے پاس روپیہ ہو گا تم ان کا سب سامان گھر جانے کا کر دو اور جس قدر رو پیہ کی ان کو ضرورت ہو، دیدو، اور اسباب کو وہ ساتھ نہ لیجاسکیں تو تم اپنے اطمینان سے بحفاظت پہنچادو۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

”مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں۔ خزانہ سے بھی روپیہ آ گیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے۔ میرے پاس روپیہ کافی سے زیادہ ہے اور اسباب میں سب ساتھ ہی لے جاؤں گا۔“

آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے۔ ہم اس کا روپیہ ان شاءاللہ جلد ہی ادا کر دیں گے۔ تم ان بھیدوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے‘‘

(حیات نور صفحہ180-181)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 14 جون 2022ء، لندن)

قسط 5

قبولیت دعا کے واقعات

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِدیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

خدا کے مامورین جب دنیا میں آتے ہیں اور خدائی حکم کے ماتحت تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو اللہ انہیں ایسے معاونین اور مدد گار عطا فرماتا ہے جو ان کے کاموں میں ان کے سلطان نصیر ہوتے ہیں۔ ان نیک وجودوں کے عطا کئے جانے کے لئے انبیاء خدا کے حضور دعائیں والتجائیں بھی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کی اس طرح کی دعا کا ذکر ہے۔ نیز ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا بھی احادیث میں یوں مذکور ہے

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَیْنِ

کہ اے میرے اللہ!اسلام کو دو عمر (عمر بن خطاب اور عمر بن ہشام) میں سے کسی کے ذریعہ مدد دے۔

اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آپؑ نے بھی پُر از نور یقین ساتھی عطا ہونے کے لئے رب کے حضور التجائیں کیں۔ دراصل حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ حضورؑ ”آئینہ کمالات اسلام“ میں فرماتے ہیں:۔

’’میں رات دن خداتعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ! میرا کون ناصر و مدد گار ہے۔ میں تنہا ہوں۔ اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا ... اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔ ... جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو مَیں نے اسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اس دعا کا نتیجہ ہے جو مَیں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 581-582)

آپؓ ایک حاذق طبیب، عالم باعمل اور مطالعہ کتب کے شوقین تھے۔ توکل اور غناء کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپؓ کی دعائیں خدا کے حضور مستجاب تھیں۔ آپؓ اوائل عمری سے ہی نیکی اور تقویٰ پر چلنے والے نیز دعاؤں پر کامل یقین رکھنے والے تھے۔ خدا کے ساتھ آپؓ کا گہرا تعلق تھا اور شاید یہ اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تمام دنیا میں سے یہ سعادت عطا کی کہ مسیحِ موعودؑ کو سب سے پہلے ماننے کی آپؓ کو توفیق ملی۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی جب 26 مئی 1908ء کو وفات ہوئی تو خدائی منشاء کے ماتحت خلافت کا سلسلہ شروع ہوا اور آپؓ کو 27 مئی 1908ء کو اللہ نے خلافت کے مسند پر متمکن فرمایا۔ آپؓ کا پاک وجود مومنین کی خوف کی حالت کو امن کے حالت میں بدلنے کا باعث بنا۔ آپؓ کے ذریعہ سے اللہ نے خلافتِ احمدیہ کو استحکام بخشا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا تعلق خدا سے جوڑنے کے لئے مسلسل دعاؤں

کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؓ کی ایک مبارک تصنیف برکات الدعا اور باقی بے شمار تحریرات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔آپؑ ہمیشہ احباب جماعت کو ہر عسر ویسر میں خدا کے حضور جھکنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور بندوں کا خدا سے پختہ اور مضبوط تعلق ہر حال میں قائم ہو ہمیشہ دیکھنا چاہتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود آپؑ کی مبارک جماعت میں سے نمایاں ترین وجود ہے جنکی دعاؤں کو خدا نے اپنے حضور بہ پائیہ قبولیت جگہ بخشی۔ آپؓ کی ساری زندگی قبولیت دعا کے عظیم الشان واقعات ومعجزات سے بھری پڑی ہے۔ یہ واقعات آپؓ کی سوانح مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین، حیاۃ نور نیز اخبار الفضل، الحکم اور دیگر جماعتی رسائل و کتب میں درج ہیں ۔

آپؓ اپنی دعاؤں کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔

میری دعائیں عرش پر بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔

آپؓ کے اوائل عمری کا قبولیت دعا کا ایک واقعہ تاریخ احمدیت جلد سوم میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ کسی ضرورت کے پیش آنے پر آپؓ نے اپنے استاد سے اس معاملہ کی بابت پوچھا۔ استاد نے نے جواب دیا کہ میرے پاس اس مطلب کے حصول کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔چنانچہ لکھا ہے کہ آپؓ نے اس وقت خدا کے حضور دعا فرمائی اور آپؓ کا مطلب اس دن عشاء سے پہلے پورا ہو گیا۔ استا د نے اس سے یہ یقین کرلیا کہ شاید آپؓ کوئی عمل

جانتے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 27)

آپؓ کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ

کہ ایک دفعہ آپؓ تحصیل علم کی غرض سے ایک سفر کررہے تھے اور تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ آپؓ نے کھانے کے لئے کسی سے سوال بھی نہیں کیا تھا۔ آپؓ مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں گئے وہاں پر لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے اور کسی نے بھی آپؓ کی طرف توجہ نہ دی۔ آپؓ دعاؤں وذکر الٰہی میں مشغول اکیلے بیٹھے دعا کر رہے تھے۔ آپؓ اس حالت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

جب میں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی نورالدین نورالدین یہ کھانا آ کر جلد پکڑ لو۔ میں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پُر تکلف کھانا تھا۔ میں نے پکڑ لیا۔ میں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب میں آٹھ دس سن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بجھوایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہی بجھوایا تھا۔

(حیات نور مصنفہ عبد القادر صفحہ 25)

آپؓ پہلی بار جب حج کے لئے جانے لگے تو اس وقت آپؓ 24، 25 سال کے تھے۔ مکہ جانے کی غرض سے آپؓ بمبئی سے روانہ ہوئے۔ مرقاۃ الیقین میں لکھا ہے کہ پانچ آدمی

آپؓ کے ہمراہ تھے جن کی وجہ سے آپؓ کو سفر میں کسی قدر سہولت بھی رہی۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے چونکہ اس طرح کے سفروں کا تجربہ نہ تھا اس لئے ان میں سے ایک نے مجھے یہ کہا کہ آپ اپنی کتابیں میرے صندوق میں رکھ لیں اس میں کافی جگہ ہے۔چنانچہ میں نے کتابیں رکھ لیں۔ خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ اس نوجوان کے صندوق کی کنجی گم ہو گئی۔ وہ آپؓ سے کہنے لگا کہ چونکہ آپ کی کتابوں کی وجہ سے صندوق بھاری تھا اس لئے اس کی کنجی کسی نے چرا لی ہے۔آپؓ نے اسے بڑا سمجھایا کہ تمہارے کہنے پر ہی میں نے کتابیں رکھی ہیں۔ لوگوں نے بھی سمجھایا۔ اس کی منت سماجت بھی کی گئی مگر وہ نہ مانتا تھا اور آپؓ کو چین نہ لینے دیتا تھا۔ بہر حال آپؓ نے خدا کے حضور بڑی دعا کی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی رات ترکوں کے کیمپ پر چوروں نے حملہ کیا۔ تعاقب کرنے پر بھاگتے ہوئے چوروں کی کنجیاں وہاں رہ گئیں اور انہی میں اس نوجوان کے صندوق کی کنجی بھی تھی جو آپؓ نے کسی طرح ان سے لے کر اس نوجوان کو دی۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

یہ کرشمہ اس دعا کا تھا جو رات کو میں نے جناب الٰہی میں کی تھی۔ صبح کے وقت ترک مع کنجیوں کے ہندیوں کے کیمپ میں آئے۔۔ ۔۔میں نے ایک ترک کے ہاتھ میں کنجیوں کا ایک گچھا دیکھا تو اس میں وہ کنجی بھی تھی۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 111)

خدا کی طرف سے چنیدہ لوگوں کی دعائیں جہاں خدا کے حضور مقبول ہوتی ہیں وہاں خدا ان کے دل میں اپنے پیاروں کے لئے خاص درد اور جوش بھی دعا کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔

چنانچہ آپؓ کی قبولیتِ دعا کا ایک واقعہ آپ کے ایک رفیق کی اہلیہ کے حوالہ سے رفقاء احمد میں یوں مذکور ہے:۔

حضرت چوہدری حاکم دین صاحب کی بیوی کو پہلا بچہ ہونے والا تھا اور سخت تکلیف تھی۔ آپ رات کو گیارہ بجے حضرت مولوی صاحبؓ کے گھر گئے۔ چوکیدار سے پوچھا کہ کیا میں حضرت مولوی صاحب سے مل سکتا ہوں۔ اس نے نفی میں جواب دیا لیکن اندرون خانہ میں حضرت مولوی صاحبؓ نے آواز سن لی اور پوچھا کون ہے۔ چوکیدار نے عرض کی چوہدری حاکم دین ملازم بورڈنگ ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ آپ اندر چلے گئے اور زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا۔حضرت مولوی صاحب اندر جاکر ایک کھجور لے آئے اس پر کچھ پڑھ کر پھونکااور چوہدری صاحب کو دے کر فرمایا کہ یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ پیدا ہوجائے تو مجھے اطلاع کردیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بچی پیدا ہوئی۔چوہدری صاحب نے سمجھا کہ اب دوبارہ حضرت مولوی صاحبؓ کو جاکر جگانا مناسب نہیں اس لئے وہ سو رہے۔ صبح وہ حاضر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ اس وقت وضو کر رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ آپؓ نے فرمایا بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی آرام سے سو رہے، اگر مجھے بھی اطلاع کردیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔

(رفقاءاحمد جلد ہشتم صفحہ76)

قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ

ایک دفعہ کچھ شریر لڑکے بورڈنگ میں داخل ہوگئے۔ وہ اپنی شرارتوں سے لوگوں کو تنگ

کرتے تھے۔ حضور نے درس میں فرمایا کہ بعض لڑکے شریر ہوگئے ہیں۔ وہ اپنی شرارتیں چھوڑ دیں۔ ورنہ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سے ہمارا چھٹکارا کرا دے۔ حضور کی دعا کے بعد دو ہفتہ کے اندر وہ تمام لڑکے جو بارہ کے قریب تھے خودبخود بورڈنگ سے نکل گئے۔

(رفقاء احمد صفحہ 78)

بحیثیت ایک طبیب کے آپؓ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپؓ مریض کو صرف دوا تجویز نہ کرتے تھے بلکہ اس کے لئے دعا بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت مسیحِ موعودؑ فرمایا کرتے تھے:۔

مولوی صاحب کا وجود ازبس غنیمت ہے آپ کی تشخیص بہت اعلیٰ ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بیمار کے واسطے دعا بھی کرتے ہیں۔ ایسے طبیب ہر جگہ کہاں مل سکتے ہیں۔

ایک دفعہ آپؓ کے پاس دق کا ایک لاعلاج بیمار آیا۔ فرمایا کل دکھانا اور رات کو سحری کے وقت نماز تہجد میں مریض کے لئے بہت دعا کی۔ جس پر اس کی صحت کی آپؓ کو بشارت ملی۔ صبح آپؓ نے یہ خوشخبری سنائی۔ چنانچہ آپؓ کے تجویز کردہ نسخہ کے چند روز استعمال کے بعد وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ

امرتسر کی ایک عورت کو رحم کی بیماری کی تکلیف تھی اور باوجود اطباء اور ڈاکٹروں کی کوشش کے اسے چنداں افاقہ نہیں ہوا۔ آپؓ حضرت بانی سلسلہ کی اجازت سے اس کے اقرباء کے ساتھ تانگہ پر سوار ہو کر قادیان سے امرتسر کی طرف روانہ ہوئے اور تانگہ میں

ہی دعا شروع کردی کہ اے خدا بڑے بڑے طبیبوں کے علاج سے یہ شفا نہیں پاسکی۔ تو نورالدین تیرے فضل کے بغیر کیا کر سکتا ہے۔ آپؓ کی یہ دعا قبول ہوئی اور خدا نے آپؓ کے نسخہ سے اسے شفایاب کردیا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ552)

الغرض آپؓ کی قبولیت دعا کے بے شمار واقعات میں سے یہ چند واقعات ہیں جنکا ابھی ذکر کیا ہے۔ اللہ کرے کہ جماعت کے تمام افراد بھی اللہ کے خاص فضل سے دعاؤں کی قبولیت پر یقین رکھنے والے، مقبول دعائیں کرنے والے اور خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے ہوں۔ آمین

اللہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بابرکت ذات پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے، اور آپؓ کی سب مبارک دعاؤں کا ہمیں وارث بنادے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 28 جون 2022ء، لندن)

قسط 6

مالی قربانی

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اِسی فکر میں رہتے ہیں روز وشب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

اسے دے چکے مال وجاں باربار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک وجود احمدیت کی عظیم الشان عمارت میں پہلی اینٹ بلکہ مضبوط ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کو اپنے وعدہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کرینگے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گےکے موافق ایسے ایسے پاک وجود عطا فرمائے جنہوں نے اپنے جان و مال کے ذریعہ سے اس خدائی سلسلہ کی ایسی خدمات کیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیاں عالمِ اسلام کی تاریخ میں سب سے نمایاں اور جلی حروف میں لکھی ہوئی ہیں اسی طرح حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی قربانیوں کو بھی حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت اور شاندار الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ آپؓ کی مالی قربانیاں اس قدر بڑھی ہوئیں تھیں کہ احمدیت کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور تاقیامت آپ کی مالی قربانیوں کی مثالیں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی اعلیٰ مالی قربانیوں کی طرح یاد رکھی جائیں گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیحِ موعودؑ آپؓ کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نوردین ہے۔میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلائے کلمئہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں۔ ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ ان کے دل میں جو تائیدِ دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور اپنے تمام زور اور تمام اسبابِ مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اور میں تجربہ سے نہ صرف حسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کرکے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ35)

اپنی معرکۃالآرا کتاب آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ میں حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کے قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

میں نے دین کی راہوں میں اس کو سابقین میں سے پایا اور مجھے کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اس کے مال نے جو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا اور کئی سال سے دیتا ہے۔ وہ علم وفضل اور نیکی وسخاوت میں اپنے ہم چشموں پر فوقیت لے گیا ہے اور باوجود اس کے اس کا علم کوہ رضویٰ سے زیادہ مضبوط ہے اس نے اپنا تمام چیدہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیا ہے اور اپنی تمام خوشی خداتعالیٰ کے کلام میں رکھی ہے۔ میں نے دیکھا کہ سخاوت اس کی عبادت ہے اور علم اس کی غذا ہے اور حلم اس کی سیرت ہے اور توکل اس کی قوت۔ اور میں نے اس کی مانند جہان میں کوئی عالم نہیں دیکھا۔۔اور نہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی مانند کوئی خرچ کرنے والا دیکھا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ582-583 ترجمہ از عربی عبارت مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ36)

ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں:۔

حبی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی۔ مولوی صاحب ممدوح کا حال کسی قدررسالہ فتح اسلام میں لکھ آیا ہوں۔ لیکن ان کی تازہ ہمدردیوں نے پھر مجھے اس وقت ذکر کرنے کا موقع دیا۔ ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراحِ صدر سے دینی خدمتوں میں جانثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے

کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں کہ

قرار در کفِ آزادگاں نگیر دمال

لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کردیا اور ان کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یقینا دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہےاور طاقت بالا نے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ520)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنی کتاب برکات الدعا میں آپؓ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے اور آپؓ کو پُرجوش مردان دین میں شامل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں پھیلائی جانی ہیں بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو ان بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پُرجوش مردان دین کی ہمت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شائع ہو تو بباعث کم توجہی اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر نسخے اس کے سالہا سال صندوقوں میں بند رہتے ہیں یا للہ مفت تقسیم

کئے جاتے ہیں۔

پُرجوش مردان دین سے مراد اس جگہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ہیں جنہوں نے گویا اپنا تمام مال اسی راہ میں لٹا دیا ہے۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34-35 و از حاشیہ)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالہ سے ان مبارک حوالہ جات کو پیش کرکے میں آپؓ کے اپنے الفاظ درج کرتی ہوں جن میں آپؓ کی اپنے پیارے آقا سے محبت اور اپنا تن من دھن اس راہ میں وارنے پر روشنی پڑتی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

مولانا، مرشدنا، امامنا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

عالی جناب !میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفادے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں، میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرومرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہوتو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال

دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبتِ فاروقی ہے۔ اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ36-37)

مختلف خدماتِ دینیہ میں آپؓ کی مالی معاونت کا تذکرہ حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنی کتب، مکتوبات اور اشتہارات میں فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض پیش ہیں۔

سرمہ چشم آریہ اور سراج منیر کی اشاعت میں حصہ

جب براہین احمدیہ کے پہلے چار حصوں کی حضرت مسیح موعودؑ نے تصنیف فرمائی اور انہیں شائع فرمایا تو اس وقت تک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ حضرت اقدس سے شناسا نہ ہوئے تھے۔ لہذا ان مبارک ایام میں آپؓ کوئی مالی خدمت نہ کرپائے لیکن جیسے ہی 1885ء کے قریب آپؓ کا تعارف حضرت اقدس سے ہوا آپؓ نے اپنا سارا مال اپنے آقا ومطاع کے قدموں میں رکھ دیا اور پھر حضور کی معرکۃ الآرا تصنیف براہین احمدیہ اور بعد کی تصنیفات کی تالیف واشاعت میں مثالی مالی قربانیاں پیش کیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مکتوبات 20ستمبر اور 4نومبر 1886ء سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپؓ نے سرمہ چشم آریہ رسالہ کی 100 جلدوں کا خرچ اور نیز رسالہ سراج منیر کے لئے بھی مالی قربانی کی۔

(مکتوبات احمد، جلد2 مکتوب نمبر7-8 صفحہ17-18 جدید ایڈیشن)

ازالہ اوہام کی اشاعت میں اعانت

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ازالہ اوہام کی اشاعت کے وقت بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور نمایاں مالی قربانی پیش کی جس کا ذکر حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے ایک اشتہار بنام عالی ہمت دوستوں کی خدمت میں گزارش میں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

اس جگہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئ امداد جو انہوں نے کئ نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول، اشتہار نمبر 67، صفحہ:265، ایڈیشن 2019ء)

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے لئے چندہ

مولوی سید محمد احسن صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو بھوپال محلہ چوبدشارہ میں انکی رہائش تھی۔ وہاں ان کی سخت مخالفت ہوئی اور نوکری سے بھی نکال دیا گیا۔ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے اس وقت اپنے اس مخلص دوست کے گزارہ کے لئے جو احمدیت کی وجہ سے پریشانی میں تھے اپنے مخلص احباب سے ایک اشتہار کے ذریعہ چندہ کی اپیل فرمائی۔

اس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے ملازمت سے علیحدگی کے باوجود لبیک کہا اور اپنے ذمہ پانچ روپیہ کی رقم لے لی تا اپنے آقا کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والوں کی صف اول میں

آپؓ کا شمار ہو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، اشتہار نمبر 90 صفحہ356-357 ایڈیشن 2019ء)

مہمانان جلسہ کے لئے ایک مکان کی تعمیر

1891ء میں جلسہ سالانہ قادیان کا آغاز حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے فرمایا۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ پر آنے کی غرض اور وقت کے حوالہ سے تعیین فرمادی ہے۔ نیز حضورؑ نے اس میں اشارتاًذ کر فرمایا ہے کہ کسی نے اپنے مولوی سے یہ فتویٰ پوچھا ہے کیا اس طرح جلسہ کے لئے دن مقرر کرنا اور اس کے شاملین کے لئے کسی کا مکان تعمیر کروانا کیسا ہے۔ اور حضورؑ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بات اس لئے پوچھی گئی ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے قادیان میں ایسے معزز شاملینِ جلسہ کی رہائش کے لئے ایک مکان تعمیر کروایا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں

جبی فی اللہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اس مجمع مسلمانوں کے لئے اپنے صرف سے جو غالباً سات سو روپیہ یا اس سے کچھ زیادہ ہو گا قادیان میں ایک مکان بنوایا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ606)

عربی ام الالسنہ ثابت کرنے میں مالی معاونت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عربی زبان کے ام الالسنۃ ثابت کرنے کے لئے بھی ایک عظیم الشان تصنیف فرمائی ہے جس کا نام منن الرحمٰن ہے۔ اس میں حضورؑ نے دلائل کے ساتھ

عربی کا تمام زبانوں سے قدیم اور باقی تمام زبانوں کا عربی سے نکلنا ثابت فرمایا ہے۔ اس گراں قدر تحقیق میں بھی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنے مال کے ذریعہ مثالی خدمتِ دین کی ہے۔ چنانچہ حضورؑ اپنی کتاب منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں:۔

”جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کی ہیں۔ جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میر ے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نوردین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی، بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکھٹا کیا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْراً۔ وَلَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ آمین“

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد9 صفحہ144)

چولہ بابا نانک کھلوانے کے لئے مالی امداد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ست بچن میں اپنی عظیم الشان تحقیق پیش کی ہے اور سکھوں کے پیشوا حضرت بابا نانک کا دلائل کے ساتھ مسلمان ہونا ثابت فرمایا ہے۔ چولہ بابا نانک جس کی سکھوں کے نزدیک بڑی اہمیت ہے اس کا عکس بھی آپؑ نے اپنی کتاب میں شامل فرمایا ہے۔ اوراس پر کلمہ طیبہ کا درج ہونا بھی واضح فرمایا ہے۔ اس مقصد کے لئے آپؑ نے 30 ستمبر 1895ء کو ڈیرہ بابا نانک کا اپنے 10 احباب کے ساتھ سفر فرمایا۔ اسے دیکھنے کی تفصیل بھی اس کتاب میں درج ہے۔ اس وقت بھی حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے اپنے آقا کی خدمت میں مالی قربانی کی۔ حضورؑ اپنی کتاب ست بچن میں اس کی

تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

تب پھر شیخ صاحب نے فی الفور دو روپیہ اور اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ یہ دو روپیہ اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب کی طرف سے تھے۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد10 صفحہ155)

اخبار البدر کی مالی معاونت

سلسلہ احمدیہ کا دوسرا مرکزی اخبار الحکم کے بعد البدر کی صورت میں 31 اکتوبر 1902ء کو نکلنا شروع ہوا۔ آپؓ نے اس اخبار کی بھی بہت زیادہ قلمی ومالی معانت کی۔ اور یہ سلسلہ آپؓ کا آخر دم تک جاری رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ162)

بھیرہ کی جائیداد احمدیت کے لئے وقف کرنا

قادیان مستقل ہجرت کرنے سے قبل آپؓ کی بھیرہ میں انتہائی قیمتی جائیداد تھی۔ آپؓ نے وہاں ایک عظیم الشان مکان کی تعمیر بھی شروع کی ہوئی تھی۔ وہ ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ آپؓ اپنے آقا ومطاع کے حکم کے ماتحت قادیان ہجرت کرکے چلے آئے۔ 1908ء میں آپؓ نے خلیفہ بننے کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام کردی۔ یہ جائیداد 5687 روپیہ اور بارہ آنہ میں فروخت ہوئی۔

(تاریخ احمدیت، جلد3 صفحہ217)

اعانت یتامیٰ ومساکین کے لئے تحریک

1909ء میں آپؓ نے یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کے لئے ایک تحریک فرمائی۔ اور 100 روپیہ آپؓ نے خود بھی اس میں عطا فرمایا۔

(البدر 21 جنوری 1909ء)

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے وظائف

مدرسہ تعلیم الاسلام کے یتامیٰ اور مساکین کے وظائف کی مد میں چونکہ گنجائش کم تھی اس لئے اس میں بھی آپؓ نے اس سال اپنی جیب خاص سے 100 روپیہ عنایت فرمایا۔ یہ جون 1910ء کی بات ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ320)

الحکم کے احیاء کی کوششیں
اور اس میں آپؓ کی مالی قربانی

الحکم مالی بحران کا شکار تھا اور عین ممکن تھا کہ یہ عظیم اخبار بند ہوجاتا۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ 1913ء میں احباب جماعت سے اس اخبار کے لئے تحریک فرمائی اوراس کے مالی انتظام کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو ناظم مقرر فرمایا۔ نیز اپنے پاس سے 1000 ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

(الحکم 28 فروری 1914ء صفحہ1)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کی قربانیوں اور اطاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق اور محبت کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا اسے ہر وہ احمدی جس نے آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھا ہو یا سنا ہو جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محض لِلّٰہ عقدِ اخوت اور محبت کی کوئی مثال اگر دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہے۔ اقرارِ اطاعت کرنے کے بعد اگر اس کے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی مثال کوئی دی جا سکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ کی ہے۔ تمام دنیوی رشتوں سے بڑھ کر بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ جوڑا تو اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہے۔ خادمانہ حالت کا بے مثال نمونہ اگر کسی نے قائم کیا تو وہ حضرت حکیم الامّت مولانا نورالدینؓ نے قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے عجز و انکسار میں اگر ہمیں کوئی انتہائی اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کا بھی اعلیٰ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قائم کیا اور پھر امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ اعزاز پایا جو کسی اور کو نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں فرمایا کہ

”چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے“

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411)

پس یہ ایک زبردست اعزاز ہے جو کہ زمانے کے امام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ہر چیز کا معیار حضرت مولانا نورالدین کے معیار کو بنا دیا کہ اگر ہر ایک نور الدین بن جائے تو ایک انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13نومبر 2015ء)

یہ آپؓ کی بے شمار قربانیوں میں سے چند مثالیں پیش ہیں جن سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپؓ نے خدائی حکم کے موافق اپنی جان، مال، وقت، عزت غرض سب کچھ اس خدائی سلسلہ کی تائید میں قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کی مبارک ذات اقدس پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور فضل نازل فرمائے اور تاقیامت جماعت احمدیہ کو حقیقی اور مثالی قربانیاں کرنے والے وجود مہیاء فرماتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 5 جولائی 2022ء، لندن)

قسط 7

استحکام خلافت۔ ایک عظیم کارنامہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِدیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

خلیفۂ وقت نبی کے بعد ایک اعلیٰ اور منفرد مقام پر فائز ہوتا ہے،اس کو خداتعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی قائم رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے تائید و نصرت کرتا ہے۔ سورۃ نور آیت56 میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اہمیت وبرکات پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنتِ دین فرماتا ہے، خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیتا ہے۔ پھر عبادات کی طرف نبی کی جماعت کو خلافت کے ذریعہ سے رہنمائی ملتی ہے اور شرک سے بھی اللہ تعالیٰ بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ کا سلسلہ قائم فرمایا اور وہ تقریبا30 سال جاری رہا۔ اسکے بعد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس سلسلہ کو روکا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عملاً بادشاہت شروع ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ کی عظیم پیشگوئیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ نے خلافت علی منہاجِ نبوت جسے حضرت مسیح موعودؑ نے قدرت ثانیہ کہا ہے، کا قیام فرمایا۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر

صدیقؓ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آپؓ کو استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد کرنے کا موقع ملا۔بے شمار مشکلات ومسائل کا مقابلہ کرکے بالآخر ان پر فتح یاب ہونے کی توفیق آپؓ کو خدا نے بخشی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات نے مقدر کرر کھا تھا کہ جب خلافت علیٰ منہاج نبوت کا امام مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد ظہور ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بھی استحکامِ خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دورِ خلافت پر نظر ڈالیں، اور آپؓ کے ارشادات کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ آپؓ نے اپنے مختصر سے دورِ خلافت میں خلافت کے صحیح اسلامی تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے اور خلافتِ حقہ راشدہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے اور ہمیشہ کے لئے معترضین خلافت کے منہ دلائل سے بند کردیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا جو آپؑ کی پیاری جماعت پر غم اور تکلیف تھی اس کو اللہ نے آپؓ کو کھڑا کرکے دور فرمایا۔ جماعت کو ایک محفوظ ڈھال خلافت کی صورت میں خدا کی طرف سے بطور انعام ملی۔ خلافت کے ذریعہ سے اللہ نے تمکنتِ دین سے اس پیاری جماعت کو نوازا۔ جماعت کی خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دیا۔ مخالفین جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر خوشی اور فتح کے شادیانے بجا رہے تھے کہ اب یہ جماعت تباہ ہو گی انکی صفوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔خلافت کا قیام خدائے عزوجل کی توحید بلند کرنے اور اسکی عبادات پر قائم رہنے کے لئے اللہ کی طرف سے عظیم الشان انعام ثابت ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ماننے والے (جو بعد میں نظام خلافت سے علیحدہ ہوگئے اور لاہوری جماعت کہلائے) جو اپنے زُعم میں اپنے آپ کو جماعت کی رہنمائی کرنے کا زیادہ

اہل سمجھتے تھے یا حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو خلافت کے مقابلہ میں زیادہ بڑا سمجھتے تھے انکا ظہور بھی خلافتِ اولیٰ میں ہی ہوا۔حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم شخصیت کا ان پر بہت اثر تھا۔ انہوں نے آپؓ کی بیعت تو کرلی مگر آپؓ کی خلافت کے مسلسل 6 سال میں یہ لوگ جماعت میں خلافت کے خلاف ریشہ دوانیہ کرتے رہے۔ کبھی مدرسہ دینیہ کے قیام کے خلاف سازشیں کرتے اور کہتے کہ احمدی نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کالجوں کا رخ کرنا چاہئے اور اعلیٰ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ ہاں اسکے بعد اگر کوئی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنا چاہے اسے ایک آدھ سال میں قرآن پڑھا کر مبلغ بنا دیا جائے۔ حالانکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت کی منشاء کے مکمل خلاف تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ229)

کبھی یہ لوگ احکام خلافت پر من وعن عمل نہ کرکے اپنا باغیانہ رویہ دکھاتے۔ان لوگوں کی نظر میں خلافت کا مقام ایک عام مذہبی لیڈر یا رہنما سے زیادہ نہ تھا اور یہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو ایک ادارے صدر انجمن سے اوپر نہ سمجھتے تھے بلکہ انکا خیال تھا کہ سب معاملات صدر انجمن ہی دیکھے۔ اور یہ لوگ انجمن کو حاکم اور خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔ بلکہ یہ تو خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول بھی کرنا چاہتے تھے۔آپؓ انہیں مستقل خلافت کا مقام و مرتبہ سمجھاتے اور انجمن کاحضرت خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہونا بتاتے۔ ان سے دوبارہ بیعت تک لیتے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ262-263)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عظیم ذات کا چونکہ ان پر کسی حد تک اثر تھااس لئے آپؓ جب ان سے خطاب فرماتے تو یہ لوگ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔ آپؓ نے جماعت کو وحدت کی لڑی میں پرویا۔ مقامِ خلافت کی عظمت کو قائم کرنے کے سلسلہ میں آپؓ کا جماعت پر اس قدر احسان ہے کہ اسے بھلایا نہیں جاسکتا۔آپؓ نے اپنے اس عظیم کام سے آنے والی نسلوں کے دلوں میں خلافت کا احترام بٹھا دیااور بتلادیا کی خلافت جماعت کے پاس خدا کے جناب سے دیا ہوا ایک عظیم الشان انعام و فضل ہے اور اگر جماعت نے اس مقدس امانت کی حفاظت وقدر کی تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو ترقی کی منازل طے کرنے سے نہیں روک سکتی۔

پچھلے 113 سالہ دور خلافت کی عظیم الشان برکات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ کیسے خلافت کے ساتھ چمٹنے والی اور اسکی قدر کرنے والی جماعت باوجود حکومتوں کی سخت مخالفت کےدن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کررہی ہے اور اس نعمت کو مان کر انکار کرنے والے یا سرے سے نہ مان کر انکار کرنے والے دنیا میں ذلیل ہیں اور قیام خلافت کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔

وہ لوگ جو خلافت کامقام نہ سمجھتے تھے اورخدا کے قائم کردہ خلیفہ کے بالمقابل انجمن کو اہمیت دیتے تھے انکی حرکات کا ذکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی تقریر میں (جوکہ 31 جنوری 1909ء کو مسجد مبارک کی چھت پر کی) ان الفاظ میں فرمایا

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اوریا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو صرف ایک ملاّ بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے

اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے‘‘

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ262)

اس طرح کے الفاظ کچھ اضافہ کے ساتھ حیاتِ نور میں یوں درج ہیں:

مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھ دینا یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے اس کو توبہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(حیات نور مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگر مل صفحہ379 سن اشاعت 2003ء قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مبارک تحریرات میں واضح فرمایا تھا کہ خلیفہ خدا مقرر فرماتا ہےاور اس میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

صوفیاء نے لکھا کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ ﷺ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔“

(ملفوظات جلد10 صفحہ229 ایڈیشن 1984ء)

انبیاء علیہم السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافت میں چونکہ بظاہر انسانوں کی پسند کا دخل نظر آتا ہے اس لئے بعض نادان اس گمان میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ خلیفہ کی تابع جماعت ہی اپنے ووٹوں سے اس خلیفہ کو بنانے والی ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں کہ خدا کا اٹل وعدہ ہے کہ خلیفہ میں اور صرف میں ہی بناؤنگا۔ مؤمنین کی جماعت کے ہاتھوں کسی خلیفہ کا انتخاب محض خدائی تصرف کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہ خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے اور یہ کہنا خلاف قرآن ہے کہ مؤمنین کی وہ جماعت جس نے خلیفہ کا انتخاب کیا وہ خلیفہ بنانے والی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس حوالہ سے فرماتے ہیں

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآنِ مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔۔۔۔ جس طرح آدم وداؤداور ابو بکر وعمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔

(بدر 4جولائی 1912ء صفحہ6)

آپؓ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کا جواب مزید ان الفاظ میں دیتے ہیں:۔

خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔تم ایسی بوتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔"

(تقریر 16-17 جون 1912ء بمقام احمدیہ بلڈ نگز لاہور۔ اخبار بدر 11جولائی 1912ء۔ جلد12 نمبر2 صفحہ4)

ظاہر ہے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے تو پھر غیر اللہ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو معزول کرسکے۔ آپؓ اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ کیا کوئی انجمن یا انسان خلیفہ مقرر یا معزول کرسکتا ہے فرماتے ہیں۔

پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایااور نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔

(اخبار بدر قادیان 4جولائی 1912ء)

خلیفہ وقت کے ساتھ انسان کے جذبات ہمیشہ اطاعت کے ہوں اور نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کبھی بھی دل میں ایسا خیال نہ آئے جس سے خلیفۂ وقت کی ذات پر آنچ آئے یا آپکی اطاعت میں کمی واقع ہو۔ کیونکہ خلافت خدا کا وہ فضل ہے جس سے جماعت کا اتفاق واتحاد قائم ہے۔ ہمارے لئے اس نعمت کی شکر گزاری فرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے !تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے !!!!اللہ سے ڈرو!!!!اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا۔

(بدر 24اگست 1911ء صفحہ3 کالم2، بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ، خصوصی اشاعت برموقع خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی مئی، جون 2008ء صفحہ 213-214)

خلافت کی مکمل اطاعت کرنے اور باہم تنازعات میں نہ پڑنے کے حوالہ سے آپؓ فرماتے ہیں

میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ میں کسی جماعت کا امام ہوں گا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنا دیا اور ایک قوم کا امیر بنا دیا۔ تم سیکرٹری لوگ ہو۔ پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہوں گی اور پھر اس سے عناد بڑھ جاتا ہے۔ اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدیدار نہ بنایا۔ میرا اپنا تو ایمان ہے

کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ (امۃ الحفیظ) کو امام بنا لیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کر لیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا۔ جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاویں گے۔

اس سے میری غرض یہ بتانا ہے کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہیئے۔غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہوں گی۔ پس پہلی نصیحت یہ ہے اور خدا کے لئے اسے مان لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے لَا تَنَازَعُوْا

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا بگڑ جاوے گی۔پس تنازعہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت ہے اور جانتا تھا کہ جھگڑا ہو گا اس لئے فرمایا۔ فَاصْبِرُوْا

پس جب سیکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرو۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا۔

میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں۔ تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری نیک بات مانیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو۔ قطعاً منازعت نہ کرو۔ جہاں منازعت ہو فوراً جناب الٰہی کے حضور گر پڑو۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظہ کو امام بنا لیتے تو اس کی بھی مرزا صاحب جیسی فرمانبرداری کرتا۔ پس تم مشکلات سے مت ڈرو۔مشکلات سے مت ڈرو۔ مشکلات ہر جگہ آتی ہیں۔میرے اُوپر بھی آئیں۔ اور بڑی غلطی یا شوخی یا بے ادبی بعض آدمیوں سے ہوئی۔ اب ہم نے در گزر کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے؟ یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی۔ اور دل اللہ

تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے۔ اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا۔غرض ایک یہ یاد رکھو کہ تنازعہ نہ ہو۔آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے۔

دوسرے بعض جگہ کثرت سے لوگ ہیں وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ترقی رک گئی ہے۔ اس کا کوئی مخفی راز ہے میں اس کو جانتا ہوں۔ اس کی تلافی دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کریں...

خوب یاد رکھو کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے۔وہاں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان وضو کریں۔نماز پڑھیں اور اپنی ذات سے صدقہ و خیرات کریں کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کر دے۔اور اس روک کو اٹھا دے جوان کے اثر کے آگے آ گئی ہے۔

میں نے اس وقت تک دو باتیں بتائی ہیں۔اول تنازعہ نہ کرو۔ پھر اگر ایسا ہو جاوے تو صبر کرو۔ تیسری بات یہ بتائی کہ اگر ترقی رک گئی ہے تو صدقہ و خیرات کرو۔ استغفار کرو۔ دعاؤں سے کام لو۔ تا کہ تمہارا فیضان رک نہ جاوے۔ اگر کوئی روک آ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

(بدر 12 جنوری 1911ء بحوالہ الفضل آن لائن 11 جون 2020ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں:۔

پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر نصیحت کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں، پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کردو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت

خرچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہو گا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔

(بدر 21 اکتوبر 1909ء، خطباتِ نور صفحہ 241)

سورہ نور آیت 56 میں مذکور ہے کہ جو خلافت کی نعمت کی ناقدری کرے اور اسکے احکام کا انکار کرے وہ فاسق اورنافرمان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ احبابِ جماعت کے اندر خلافت کے ساتھ محبت واطاعت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے۔

چنانچہ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد درج کرتی ہوں جس میں آپؓ نے اطاعتِ خلافت پر زور دیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعْتِصَام حَبْلُ اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لیے چاہیئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ کیونکہ شکر ادا کرنے پر ازدیاد

نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراھیم: 8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراھیم: 8)۔“

(الحکم 24 جنوری 1903ء جلد 7 نمبر 3 صفحہ 15 و خطباتِ نور صفحہ 131)

اللہ کروڑہا رحمتیں فرمائے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پاک ذات بابرکات پر اور ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی حقیقی قدر کرنے اور مکمل اطاعت کی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 جولائی 2022ء، لندن)

قسط 8

قرآن سے بے مثال محبت اور بعض زریں نصائح

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِدیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ وہ مبارک وجود تھے جنہوں نے حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کو سب سے پہلے قبول فرمایا اور پھر جاںثاری کاوہ نمونہ دکھلایا جو کہ آئندہ آنے والوں کے لئے قیامت تک کے لئے قابلِ عمل نمونہ ہے۔ آپؓ نے حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی کامل اتباع کی اور اللہ نے اس کے انعام کی صورت میں آپؓ کو پہلے خلیفۃ المسیح ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ آپؓ کی ساری زندگی نیکی اور تقویٰ کا نمونہ ہے اور آپؓ کی مبارک نصائح ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان نصائح پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی زندگیاں سنوار سکتے ہیں۔ ذیل میں آپؓ کی نصائح میں سے چند درج کرتی ہوں۔

شرک سے مجتنب رہنے کی نصیحت

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ میں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے۔ اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے

اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے۔۔۔ سو تم شرک کو چھوڑ دو اور چوری نہ کرو۔

(خطبات نور صفحہ488)

میں تمہیں معاہدہ پر قائم رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں۔ موت کے وقت یہ اولاد۔ یہ دوست۔ یہ جتھے کبھی کام نہیں آتے۔ پس خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو۔

(حقائق الفرقان جلد2 صفحہ277)

تقویٰ پر چلنے کی نصیحت

میرے دوستو! سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ رزق کے لئے تنگی سے نجات کے لئے تقویٰ کرو۔ سکھ کی ضرورت ہے تقویٰ کرو۔ محبت چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ سچا علم چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کرو۔ تقویٰ سے خدا کی محبت ملتی ہے۔ وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دکھوں سے نکال کر سکھوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ علوم صحیحہ اسی کے ذریعہ ملتے ہیں۔

(خطبات نور صفحہ491)

قرآن سے آپؓ کی محبت
اور احباب جماعت کو نصائح

آپؓ اپنے آقا سیدنا حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی طرح عاشقِ قرآن تھے۔ آپؓ کے بیان فرمودہ حقائق الفرقان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ذیل میں آپؓ کی چند نصائح قرآن

کریم کے حوالہ سے درج کرتی ہوں۔

آپؓ فرماتے ہیں:۔

یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نِرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔

(الحکم 10 مارچ 1904ء صفحہ4)

قرآن کی کامل اتباع کی ضرورت

یاد رکھو آرام کی زندگی کے لئے یہ چالاکیاں یہ سازو سامان کی حرص مفید نہیں بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہوجاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں اور مشکلات میں پھنسے ہوں۔

(خطبات نور صفحہ476)

قرآن بے مثال کتاب

میرے دوستو! قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں بلکہ اور کوئی کتاب ہی نہیں۔ اس کی

اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنی محبت بخشے نیکیوں کی توفیق دے۔

(خطبات نور صفحہ599)

خدا سے مدد طلب کرو

خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ میری نصیحت یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں رکھو۔ یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان مشکلات سے ہرگز مت گھبراؤ اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یہ مختصر نصیحت ہے مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے معمولی نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(بدر 16/فروری 1911ء)

امام وقت سے وابستگی واطاعت کی ضرورت

دیکھو! دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے تو پھر ہزاروں کا ایک راہ پر جمع کرنا ان میں وحدت اور الفت کا پیدا کر دینا خدا کے فضل کے سوا کہاں ممکن ہے۔ دیکھو! تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے ہو اس نعمت کی قدر کرو اور اس کی حقیقت کو پہچانوں اور اخلاص اور ثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

(الحکم 14جون 1908ء صفحہ8 کالم3)

میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے

محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے۔ حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں۔ تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو۔ یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک حق پہنچانے کے لئے توفیق دے۔

(بدر 27فروری 1913ء صفحہ4 کالم3)

عہدِ بیعت کو پیش نظر رکھو

اپنے اس عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیش نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح ومہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ آیا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد3 صفحہ589)

خلافت کی قدر کرنے
اور اس سے وابستگی کے حوالہ سے نصائح

امام وقت کی اطاعت کی احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبلُ اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی

ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

(ابراہیم: 8)

لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے

اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ

(ابراہیم: 8)
(خطبہ عید الفطر جنوری 1903ء خطباتِ نور صفحہ 131)

بد ظنی سے اجتناب کی تلقین

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو۔ بد ظنی سے کام نہ لو۔۔۔ واعظ بھی وعظ کرتا ہے تو کہتے ہیں باتیں بنا رہا ہے۔ ایسے لوگوں میں سے نہ بنو۔ یہ لوگ خطرناک راہ پر چل رہے ہیں۔ بہرے ہیں کان رکھتے نہیں کہ کسی رہنما کی آواز سنیں۔

اندھے ہیں آنکھیں رکھتے نہیں کہ خود نشیب وفراز دیکھ لیں۔ گونگے ہیں زبان رکھتے نہیں کہ کسی سے رستی پوچھ لیں۔ پس وہ کسی موذی چیز سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔

(خطبات نور صفحہ595)

تفرقہ چھوڑ دو

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں۔ ایسی لغو بحثوں سے جن سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا منہ موڑ لو اور سب سے مل کر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (آل عمران 104) حبل اللہ قرآن مجید کو محکم پکڑو۔ دیکھو !لڑکوں میں ایک رسے کا کھیل ہے۔ اگر ایک طرف کے لوگ اور باتوں میں لگ جاویں تو وہ رسے میں کس طرح جیت سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر تم اور بحثوں میں لگ جاؤ گے تو قرآن مجید تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔

(خطبات نور صفحہ501)

عورتوں کے حقوق ادا کرنا

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ عورتوں کے حقوق کی خصوصیت سے نگہداشت کرو اور ان پر رحم کرو۔ ان کے قصوروں سے در گزر کرو کہ جس قدر گرم وسرد زمانہ تم نے دیکھا ہے انہوں نے کب دیکھا۔

(خطبات نور صفحہ468)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون آرام گرمی سردی سے بچاؤ زینت قسما قسم کے دکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک چاہئے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔

(خطبات نور صفحہ400)

دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے

پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کرکے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں کا لحاظ کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ رنج وراحت عسر ویسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق اور اخلاص اور اعمالِ حسنہ کی توفیق دے۔ آمین

(حقائق الفرقان جلد1 صفحہ152)

طلباء کو نصائح

طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا

تمہیں چاہیئے کہ نیک نمونہ دکھائیں اور مخالفوں کے اعتراضوں کا بڑی جوانمردی سے تحمل اور حوصلہ کے ساتھ جواب دیں اور دعا استغفار اور لاحول کے ہتھیاروں سے کام لیں۔

(بدر 18/جون 1908ء)

قرض سے بچنے کی دعا

ایک شخص نے عرض کی کہ میں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔ فرمایا۔

اس کے تین علاج ہیں (1) استغفار (2) فضول خرچی چھوڑ دو (3) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ

انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس پر ستاری کرتا ہے۔ پردہ پوشی کرتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ انسان رات کو بدی کرتا ہے۔ صبح اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔

کیوں! اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ

بدی سے بچنے کا یہ گر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے سوچے اور فکر کرے۔ اور بار بار اس بات کو دل میں لائے۔ اور اس پر اپنا یقین جمائے کہ خدا علیم ہے خبیر ہے وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔

بخل دور کرنے کا علاج

بخل دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو تو دو پیسے دے دینے چاہئیں اور دو پیسے کا بخل ہو تو چار دے دینے چاہئیں۔ اس کا میں نے جوانی میں خوبی تجربہ کیا ہے اور بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

(بدر 9/اپریل 1911ء)

ہدایت کی اتباع کرو

آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے اور اس پر فضل ہوا اور اللہ نے حکم دیا کہ اب جب کبھی بھی ہماری ہدایت پہنچے جو اس کے تابع ہو گا اس پر کسی قسم کا خوف وحزن طاری نہ ہو گا اور جو حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے نقصان پہنچے گا۔ تم سب دل میں سوچو۔ کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہیں غم ہو خوف ہو۔ غموں سے خوفوں سے بچنے کا ایک ہی علاج

ہے وہ یہ کہ ہدایت کی اتباع کرواگر نہیں کروگے تو دکھ اٹھاؤ گے۔

(خطبات نور صفحہ609-610)

آپؓ کی آخری وصیت

میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز عالم باعمل حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔

میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔

والسلام
نورالدین
4 مارچ 1914ء۔

(حیات نور صفحہ702-703)

اللہ ہمیں ان تمام مبارک نصائح پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں نیکی کی راہوں پر چلانے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 12 جولائی 2022ء، لندن)

قسط 9 حصہ اول

طبیب بے مثال

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے پاک وجود نوازے جو نہ صرف علم الادیان میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے بلکہ ان میں سے بعض علم الابدان میں بھی ماہر تھے۔ ان پاک وجودوں میں سے حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود سب سے نمایاں ہے۔ آپؓ ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ حاذق طبیب بھی تھے اور آپؓ کی تشخیص نہایت اعلیٰ ہوتی تھی۔ آپؓ مریضوں کے لئے محض ایک طبیب نہ تھے بلکہ ان کیلئے بطور ایک مسیحا کے تھے۔انکی حیثیت کے مطابق انہیں نسخہ جات تجویز فرماتے تھے یہاں تک کہ انکی ذاتی ضروریات کا بھی آپؓ خیال رکھا کرتے تھے۔

آپؓ دوا کی قیمت تو لیتے ہی نہ تھے بلکہ اگر کسی شخص کے لئے غذا کے طور پر دودھ ڈبل روٹی تجویز فرماتے اور وہ کہتا کہ میں غریب آدمی ہوں خرید نہیں سکتا تو آپؓ اپنی گرہ سے اس کی خوراک کا انتظام فرماتے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر سوداگرمل صفحہ306)

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ آپؓ کی طبی ذہانت کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

مولوی صاحب کا وجود ازبس غنیمت ہے۔ آپ کی تشخیص بہت اعلیٰ ہے اور سب سے بڑی

بات یہ ہے کہ بیمار کے واسطے دعا بھی کرتے ہیں ایسے طبیب ہر جگہ کہاں مل سکتے ہیں۔
(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر سوداگرمل صفحہ303 البدر 5 ستمبر 1907ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا آپؓ کی طبابت کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین

آپؓ کی طبی خدمات کو حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1922ء کے موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ

ایک دفعہ گھر میں حضرت مولوی صاحب (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب) کا ذکر آیا تو آپؑ ان کا نام لے کر دیر تک اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ورد کرتے رہے اور فرمایا

مولوی صاحب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں۔ ان کے ذریعہ کئی غریبوں کا علاج ہوجاتا ہے۔

(انوارالعلوم جلد3 صفحہ35)

آپؓ کے شہرہ عالم نسخہ جات آپؓ کی زندگی میں ہی آپؓ کے ایک تلمیذ خاص مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے رسالہ طبیب حاذق میں1905ءمیں شائع فرمائے۔ پھر 1909ء میں اسے مجربات نورالدین کے نام سے 3جلدوں میں شائع کیا۔ اس کے بعد 1924ء میں آپؓ نے بیاض نورالدین حصہ اول کے نام سے یہی کتاب دوبارہ شائع فرمائی اور 1925ء میں اس کا دوسرا حصہ شائع فرمایا۔

آپؓ نے طب کی ابتدائی تعلیم بھیرہ میں ہی حاصل کی اور کچھ عرصہ درس وتدریس میں مشغول رہے اس کے بعد لاہور دہلی رام پور میرٹھ بھوپال لکھنؤ اور دکن تک گھوم کر

آپؓ نے اس زمانہ کے ماہر حکماء سے سبق لئے۔ آپؓ نے صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ جدید طب کی کتب مصر وغیرہ ممالک سے بھی منگوا کر مطالعہ کیں۔

چنانچہ1899ء میں آپؓ نے مولوی غلام نبی صاحب کو بھوپال اور 1902ء میں آپ کو مصر بھیجا کہ وہ طب جدید پر عربی کتب لے کر آئیں۔ اسی طرح ایک شخص کو استنبول کے کتب خانوں سے طبی نوادرات کو نقل کرنے پر مامور کیا۔

کشمیر کی ملازمت کے دوران میں شاہی طبیب کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے باوجود آپؓ نے ایک معمولی پنڈت سے آریوویدک طب پڑھنا شروع کردی اور اس پنڈت کی آپؓ بہت عزت کیا کرتے تھے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 241)

طبابت میں آپؓ کی سادگی

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے پچاس سال خلق خدا کی مفت خدمت کی۔ ان کا مطب ایک کمرہ تھا۔ جس کے فرش پر کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھی تھی۔ ایک طرف ان کی اپنی مسند تھی جس کے لئے دری کا مصلیٰ دوہرا کرکے بچھا ہوا تھا جس کے ساتھ چھوٹی میز پر قلمدان اور سفید کاغذ رہتے تھے۔ مریض باری باری آتے اپنی کیفیت سناتے اور نسخہ لے کر چلے جاتے۔ جو لوگ شفایاب ہوتے اپنی خوشی سے مصلیٰ کے نیچے کچھ رکھ جاتے۔ حضور نے کبھی توجہ نہیں کی کہ رکھنے والے نے پیسہ رکھا ہے یا سو کا نوٹ اور نہ ہی کسی سے

کبھی کچھ طلب کیا جاتا۔

(بیاض نورالدین صفحہ21)

آسان اور جامع نسخہ جات

آپؓ کے نسخوں کا سب سے بڑا کمال ان کا مختصر جامع اور آسان ہونا ہے۔ سوزاک کے علاج میں طب یونانی میں اگرچہ بڑے بڑے طویل وعریض نسخے ہیں مگر آپؓ نے بھوپال کے ولی عہد کا علاج صرف قلمی شورہ اور آب کیلا سے کیا۔

(بیاض نورالدین صفحہ22)

ایلوپیتھی کا شوق

آپ یونانی ڈاکٹری اور ویدک تینوں علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔

حضورؓ فرماتے ہیں

ان دنوں شریف مکہ کو سنگ مثانہ تھا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہاں کے شریف کا تعلق تھا فرانس سے وہ آلہ جس سے پتھری پیس کر نکالتے ہیں منگوایا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے اس کو پیس کر نکالا۔ اس کامیاب تجربہ سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ117)

آپؓ کی شہرت ایک حاذق طبیب کے طور پر اس قدر تھی کہ ایک دفعہ وزیر اعظم جموں

دیوان کرپا رام کا گزر پنڈدادن خان سے ہوا انہوں نے آپؓ کی شہرت سنی تو ریاست جموں وکشمیر کے راجہ رنبیر سنگھ سے آپؓ کی طبی قابلیت کا ذکر کیا۔ جس سے اس کے دل میں آپؓ کی عظمت قائم ہو گئی۔

بھیرہ کے ایک ہندو لالہ متھرا داس ریاست جموں کشمیر میں پولیس کے ملازم تھے۔ ایک دفعہ وہ بھی سل میں بیمار ہو کر بھیرہ آئے۔ آپؓ نے اس کا علاج کیا وہ ٹھیک ہو گیا جس کا چرچا ہوا۔ اور بعد میں مہاراجہ رنبیر سنگھ نے لالہ متھراداس کو ہی بھجوایا تھا کہ جا کر حکیم صاحب کو جموں لے آؤ یہ 1876ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ86)

انہی دنوں آپؓ کو ایک خواب کی بنا پر کشمیر جانے کی تحریک ہوئی۔ ساتھ ہی مہاراجہ نے آپؓ کو نوکری کی پیش کش کردی جو آپؓ نے قبول فرمالی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ98)

شروع میں آپؓ کو شاہی طبیب حکیم فدا محمد خان کا اسسٹنٹ لگایا گیا مگر کچھ ہی عرصہ میں آپؓ شاہی طبیب مقرر کردئے گئے اور تمام مدرسے اور شفا خانے آپؓ کے ماتحت کر دئے گئے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر)

1876ء سے لیکر 1892ء تک آپؓ ریاست جموں کشمیر میں شاہی طبیب رہے۔ اس دوران آپؓ کے طب کے حوالہ سے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ ابھی

آئے گا۔

براہین احمدیہ چہار حصص کی اشاعت کے بعد آپؓ کا حضرت مسیح موعودؑ سے رابطہ ہو گیا تھا۔ لیکن قادیان میں مستقل ہجرت (جو کہ 1893ء۔1894ء میں ہوئی) تک آپؓ وہیں بطور شاہی طبیب کام کرتے رہے۔

مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 2 جو کہ حضرت مسیح موعودؑر کے خطوط بنام حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب پر مشتمل ہے میں کئی ایسے خطوط ہیں جن میں آپؓ کی قادیان آمد سے قبل حضرت اقدس نے اپنے گھر والوں کے لئے آپؓ سے نسخہ جات اور ادویات طلب فرمائی ہیں۔ یہ نسخہ جات اور ادویات آپؓ کے خاندان اور دیگر احباب کے لئے بھی ہوتے تھے۔ اور جب آپؓ نے مستقل قادیان ہجرت کرلی تو آپؓ کو زیادہ قریب ہو کر حضرت اقدس کے خاندان کے علاج کا شرف ملا۔

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے پیارے بیٹے مرزا مبارک احمد صاحب کی بیماری میں آخری وقت تک آپؓ ان کا علاج کرتے رہے۔

(انوارالعلوم جلد7 صفحہ66)

1905ء کے آخر میں جب حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ دہلی میں قیام پذیر تھے تو حضرت میر ناصر نواب صاحب بیمار ہوگئے۔ اس وقت حضور نے علاج کی غرض سے آپؓ کو بذریعہ تار قادیان سے بلوایا اور آپؓ نے انکا علاج کیا۔

پھر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو اولادِ نرینہ کے لئے نسخہ نورِ نظر دیا جو کہ مجرب

ثابت ہوا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ198)

نسخہ نور نظر

(1) کلونجی 9ماشہ(2) کالی مرچ 6ماشہ(3) کچور 6ماشہ (4)مجیٹھ 6ماشہ (5)مشک خالص 3ماشہ

کل پانچ دوائیں ہیں۔ باریک پیس کر ایک رتی سے دو رتی تک تا ایام ولادت ہر ماہ دس دن (صرف ایک وقت) عورت کو کھلا دیا کریں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ اولاد نرینہ ہو گی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ198-199)

اکتوبر 1904ء میں آپؓ کو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹےعبد الرحیم کا تپ محرقہ کا علاج کرنے کی بھی توفیق حاصل ہوئی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ276)

جموں میں بطور شاہی طبیب آپؓ کی خدمات

1879ء کے قریب کشمیر میں سخت قحط پڑا اور اس کے بعد ہیضہ کی خطرناک وبا پھوٹ پڑی اور ہزاروں لوگ لقمہ ٔ اجل ہوئے۔ آپ نے اس وبا میں مخلوق خدا کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا جس پر آپ کو مہاراجہ نے ایک نہایت قیمتی خلعت بطور انعام پیش کی۔ 1880ء -1881ء میں راجہ پونچھ کو پیچش کے شدید مرض سے مخلصی ہوئی اور کئی سال

تک وہ آپ کو خطیر رقم بطور شکریہ بھجواتے رہے۔ 1886ء میں راجہ پونچھ کے بیٹے ٹکہ بلدیو سنگھ کو زلزلوں سے دماغی خلل ہو گیا جس کا آپ نے ایسا کامیاب علاج کیا کہ راجہ پونچھ نے ہزاروں روپے دیئے۔ بلکہ مہاراجہ جموں و کشمیر نے آپ کو سال بھر کی تنخواہ کے علاوہ مزید انعام بھی دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ88)

راجہ موتی سنگھ جی کا علاج

ایک دفعہ بہت شدید ہیضہ پھیلا وہاں کے راجہ باہونام ایک قلعہ میں تشریف لے گئے۔ اس سبب سے مجھے بھی وہاں جانا پڑا۔ راجہ موتی سنگھ جی بھی تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو ذوسنطاریا (Dysentery) کا شدید مرض لاحق ہوا۔ساتھ ہی ان کو پیچش بھی تھی اور وہ ہیضہ کے دن تھے۔ اس لئے اس قلعہ میں ان کو میرے طبی مشورہ کی ضرورت پڑی۔ بہت دنوں کی آمد ورفت سے ان کے ساتھ گہرا تعلق پیدا ہو گیا۔ انہوں نے جو رقم بطو ر شکریہ مجھ کو دی وہ سالہا سال برابر دیتے رہے۔ آپؓ کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی شفا عطا فرمائی۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ102 مرقاۃ الیقین صفحہ167)

دوائی تجویز کرتے وقت آپؓ کا طریق

ایسی دوائیاں جو آسانی سے میسر نہ آسکتی ہوں آپؓ عموما استعمال نہ فرماتے تھے۔ 11جون 1912ء کو آپؓ نے ایک مریض سے فرمایا:۔

ہر پیشہ میں میعاد کو دخل ہے ایک معمار کہہ سکتا ہے کہ میں مکان اتنے دنوں میں تیا کر

دوں گا۔ ایک کلرک کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں اس رجسٹر کی خانہ پری کر دوں گا۔ ایک درزی کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں کپڑا سی کر تیار کر دوں گا۔ لیکن ایک طبیب یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اتنے دنوں میں مرض کو اچھا کر دوں گا۔ ہاں جاہل طبیب ایسا کہہ دیتے ہیں لیکن جس قدر اعلیٰ درجہ کا طبیب ہو گا اسی قدراس قسم کے دعوے سے ڈرے گا۔ ہم شوقین بھی اتنے ہیں کہ چین سے بھی دوائیں منگوا لیتے ہیں اور محتاط بھی اس قدر ہیں کہ بعض وہ دوائیں جو بڑی محنتوں اور صرف زر کثیر کے بعد میسر ہوئیں ان کو آج تک کسی مریض پر تجربہ نہیں کیا۔ صرف اس لئے کہ کوئی طبیب ایسا نہیں ملا جو ان کے متعلق اپنا ذاتی تجربہ اور طریق استعمال بیان کرسکے۔ بوٹیاں اور ایسی دوائیں جو سہل الحصول نہ ہوں ہم کبھی استعمال نہیں کرتے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ556۔557)

کبھی کسی مریض کو سرسری طور پر نہ دیکھا

ایک دفعہ نیلا گنبد لاہور کے ایک سائیکل مرچنٹ نے اپنا بیمار بچہ آپؓ کو راستہ میں دکھایا اور آپؓ نے انہیں ایک مختصر سا نسخہ تجویز کردیا۔بچے کے گھر والوں کو خیال گزرا کہ بچہ کو بخار زیادہ ہو گیا ہے وہ شام کو پھر آگئے اور مزید تفصیل بتا کر آپؓ سے علاج چاہا۔ اس پر آپؓ نے فرمایا:۔

نورالدین نے ساری عمر کسی مریض کو سرسری نہیں دیکھا۔ آپؓ وہی نسخہ دیں۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائے گااور بچہ چار گھنٹے بعد ٹھیک ہو گیا۔

(بیاض نورالدین جدید ایڈیشن صفحہ26)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 19 جولائی 2022ء، لندن)

قسط 9 حصہ دوم

طبیب بے مثال

غریب وامیر کے لئے برابری کی سطح پر خدمت

ایک دفعہ آدھی رات کے وقت مہاراجہ کشمیر کی طبیعت کی خراب ہو گئی تو مہاراجہ نے آپؓ کے پاس اپنا ملازم بھیجا کہ جلدی آئیں۔ اسی وقت ایک مہترانی بھی آپؓ کی خدمت میں آئی کہ میرے خاوند کے پیٹ میں بہت درد ہے، اور بڑی لجاجت سے منتیں کیں اور رونے لگی۔ آپؓ نے مہاراجہ کے ملازم سے کہا کہ تم جاؤ میں اس کے شوہر کو دیکھ کر مہاراجہ کی خدمت میں آتا ہوں۔ (ملازم نے جا کر آپؓ کی شکایت کی کہ مہاراجہ سے پہلے آپؓ نے اس کو دیکھا ہے)۔ آپؓ نے اس کا علاج کیا وہ ٹھیک ہو گیا اور دعائیں دیں اور کہا کہ پرمیشر تینوں سکھی رکھے۔ تے اونہوں وی جو تینوں ایتھے لیایا اے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اس کے دل سے یہ دعا نکلی ہے ضرور قبول ہو گی۔ مہاراج ضرور اچھے ہوگئے ہونگے۔ چنانچہ آپؓ جب مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ آپؓ کے انتظار میں تھا۔ آپؓ نے ساری بات اس کو سنائی۔ وہ کہنے لگا کہ ایسا ہی ہے میں اب بہتر ہوں پھر کہنے لگا کہ طبیب کو ایسا ہی ہونا چاہئے اور دو سونے کی چوڑیاں آپؓ کو تحفہ میں دیں۔ آپؓ نے اس ملازم کو بلوایا اور فرمایا کہ اس میں تمہارا بھی حصہ ہے اگر تم

مہاراج کے پاس میری شکایت نہ کرتے تو مجھے یہ انعام نہ ملتا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ434۔435)

غرباء کو مفت دوا دینا

بھیرہ میں آپؓ نے خدمت خلق کے جذبہ کے تحت مطب بھی جاری کر دیا۔ مطب چلنے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ آپؓ مریضوں سے مانگتے نہیں تھے اور غرباء کو دوا مفت دیتے تھے (اور یہی دستور آپؓ کا آخر دم تک رہا)۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ77)

مریضوں سے مناسب یا کم فیس لینا تو کجا آپؓ خود فرماتے ہیں کہ مخلوق پر کبھی بھروسا نہیں کیا اور ارادہ بھی نہ کیا کہ کسی کو قیمتاً دوائی دوں بلکہ یقین کامل تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص کارخانہ سے رزق بھیجے گا۔

(حیات نورمصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ95)

طبابت بطور خدمت خلق نہ کہ بطور ذریعہ آمدن

حضرت خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے مشورہ پر نواب بہاولپور نے ان کو اپنے علاج کیلئے مدعو کیا۔ شفایاب ہونے پر ان کو خواہش ہوئی کہ حکیم نورالدین صاحب ریاست بہاولپور ہی میں بس جائیں تاکہ اور لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ نواب صاحب نے چاہا کہ ان کو ہزاروں ایکڑ کی ایک جاگیر دے کر فکرمعاش سے آزاد کردیں۔ آپؓ نے کہا:

اب تو آپ اپنی ضرورت کیلئے چل کر بھی میرے پاس آتے ہیں اور جب میں ریاست کا ایک ذیلی جاگیردار ہوا تو حاضری دینا میرا فرض ہوگا ... میں سرمایہ کے بدلے وقار کا سودا کرنے سے معذور ہوں۔

(بیاض نورالدین صفحہ20)

طبی کتب کا درس

قادیان میں ابتدائے ہجرت سے لے کر تا وصال حضرت مسیح موعودؑ قریبًا 15سال آپؓ صبح سویرے بیماروں کو دیکھتے تھے۔ اس کے بعد طالب علموں کو درس حدیث وطبی کتب دیتے تھے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ309)

قادیان میں آپؓ کی طبی خدمت

آپؓ نے قادیان میں اپنے خرچ سے ایک شفا خانہ کھول رکھا تھا۔ جنوری 1900ء کے الحکم میں گزشتہ سال کی رپورٹ کچھ یوں درج ہے۔

روزانہ اوسط مریضوں کی 20سے لے کر 50 تک رہی۔ چنانچہ سال میں جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً 20 ہزار ہے۔

1901ء کا تذکرہ کرتے ہوئے اخبار الحکم 20 فروری 1902ء میں لکھا ہے

سال تمام میں قریباً40 ہزار انسان کو حضرت حکیم الامت کے شفاخانہ سے فائدہ پہنچا۔

دوا کے ساتھ دعا پر کامل یقین

حضرت چوہدری حاکم دین صاحب کی بیوی کو پہلا بچہ ہونے والا تھا اور سخت تکلیف تھی۔ آپ رات کو گیارہ بجے حضرت مولوی صاحب کے گھر گئے۔ چوکیدار سے پوچھا کہ کیا میں حضرت مولوی صاحب سے مل سکتا ہوں۔ اس نے نفی میں جواب دیا لیکن اندرون خانہ میں حضرت مولوی صاحب نے آواز سن لی اور پوچھا کون ہے۔ چوکیدار نے عرض کی چوہدری حاکم دین ملازم بورڈنگ ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ آپ اندر چلے گئے اور زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی صاحب اندر جا کر ایک کھجور لے آئے اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور چوہدری صاحب کو دے کر فرمایا کہ یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ پیدا ہوجائے تو مجھے اطلاع کر دیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بچی پیدا ہوئی۔ چوہدری صاحب نے سمجھا کہ اب دوبارہ حضرت مولوی صاحب کو جا کر جگانا مناسب نہیں اس لئے وہ سو رہے۔ صبح وہ حاضر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب اس وقت وضو کر رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔ آپؓ نے فرمایا بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی آرام سے سو رہے، اگر مجھے بھی اطلاع کردیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔

(رفقاء احمد جلد ہشتم صفحہ76)

آپریشن خود کرنا

ایک غریب ملازم نے ایک بیماری بیان کی۔ تو اسے ہندوستان کے مشہور اطباء اور ڈاکٹروں

کے نام ذاتی خط لکھ کر دئے کہ وہ اُن کے پاس جا کر اپنی بیماری کا حال بتائے، اُن سے نسخہ لکھوائے اور جو فیس وہ طلب کریں وہ آپؓ کی طرف سے ادا کر دے۔ یہ مریض آپؓ کے مصارف پر چھ ماہ میں پچاس حکیموں اور ڈاکٹروں کے مشورے لے کر واپس آیا۔ امرتسر کے انگریز سول سرجن کرنل سمتھ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آپؓ نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ کرنل سمتھ کے آپریشن سے جب فائدہ نہ ہوا تو ایک دیہاتی سنار سے چاندی کے اوزار بنوائے اور باقی ماندہ آپریشن خود کیا۔ مریض تندرست ہو گیا۔ اس مریض کی روداد میں دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ اسے پورا ہندوستان گھمایا۔ ہزاروں روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تاکہ وہ یہ جان سکیں کہ دوسرے طبیب اس بیماری کا کیا علاج کرتے ہیں؟ پھر آپریشن کے دوران اوزاروں کا صاف ہونا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ ہسپتالوں میں اس غرض کے لئے لاکھوں روپے کے آلات نصب کئے جاتے ہیں لیکن چاندی میں یہ منفرد صلاحیت ہے کہ وہ جراثیم کو خود ہلاک کر سکتی ہے۔ اسی لئے چاندی کے اوزار سے لگایا گیا زخم خراب نہیں ہوتا۔

(بیاض نورالدین صفحہ19)

طبیب شاہی وسادگی

حضورؓ فرماتے ہیں۔

میں کشمیر میں تھا ایک روز دربار کو جا رہا تھا۔ یار محمد خان ایک شخص میری اردلی میں تھا۔ اس نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس جو یہ پشمینہ کی چادر ہے یہ ایسی ہے کہ میں اس کو اوڑھ کر آپ کی اردلی میں بھی نہیں چل سکتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو

اگر بری معلوم ہوتی ہے تو میرے خدا کو تجھ سے بھی زیادہ میرا خیال ہے۔ میں جب دربار میں گیا تو وہاں مہاراجہ نے کہا کہ آپ نے ہیضہ کی وبا میں بڑی کوشش کی ہے آپ کو خلعت ملنا چاہئے۔ چنانچہ ایک قیمتی خلعت دیا۔ اس میں جو چادر تھی وہ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے یار محمد خان سے کہا کہ دیکھو ہمارے خداتعالیٰ کو ہمارا کیسا خیال ہے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ250)

طبابت میں محض خدا کی ذات پر کامل یقین

آپؓ لکھتے ہیں کہ میری ایک بہن تھی۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد مَیں گیا۔ میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے فرمانے لگیں کہ بھائی اگر تم آ جاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تمہارے ایک لڑکا ہو گا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر جب وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا، ان کو میری بات یاد آئی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو۔ مَیں نے کہا خداتعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں ایک اور لڑکا دے گا لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہو گیا اور اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو زندہ رہا اور اب تک زندہ اور برسر روزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ202 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

آپؓ نے بے شمار نادر طبی نسخے اطباء کو دے کر دنیا پر بہت سا احسان کیا ہے آپؓ کے چند مشہور مجرب نسخے درذیل ہیں:۔

نسخہ حب اٹھرا، اکسیر جگر، صندل پاؤڈر،حب سعال، نور نظر، اکسیر شافی، وغیرہ۔

اکسیر شافی اور مے اینڈ بیکر کمپنی کی دوا

تبخیر معدہ کے لئے آپؓ نے دافع تعفن اور کاسر الریاح ادویہ کی اکسیر شافی ترتیب دی۔ آپؓ کی وفات کے بعد انگلستان کی مے اینڈ بیکر کمپنی نے ہیضہ اور آنتوں کی سوزش کے لئے ایک دوائی

Essential oil mixture

کے نام سے تیار کی جسے عالمگیر شہرت ملی اور حسن اتفاق دیکھیں کہ اس میں حرف بحرف وہی اجزاء شامل تھے جو آپؓ کی اکسیرِ شافی میں موجود ہیں۔

(بیاض نورالدین صفحہ24)

غیر معمولی شہرت

آپؓ کی خوبیوں اور کمالات کے نہ صرف اپنے قائل تھے بلکہ غیر بھی اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ شفاء الملک جناب حکیم محمد حسین قرشی اپنی مرتبہ ”بیاض خاص“ میں لکھتے ہیں

حکیم (نورالدین) صاحب موصوف دور گزشتہ کے ان تین چار طبیبوں میں سے ہیں جن کا اسم

گرامی ہندوستان کے طول و عرض میں غیر معمولی شہرت حاصل کئے ہوئے تھا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ770)

طبیب بے مثال

اخبار ’’بھارت‘‘ نے 20مارچ 1914ء کی اشاعت میں آپ کو ’’طبیب بے مثال‘‘ قرار دیا۔

خصوصیت سے قابل ذکر باتیں

اخبار ’’طبیب‘‘ دہلی یوں رقمطراز ہے:۔

افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور معروف طبیب مولوی حاجی حکیم نورالدین صاحب جو علوم دینیہ کے بھی تبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا۔ کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہ کر آخر جمعہ گزشتہ کو قریباً اسّی سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئے۔ حکیم صاحب مغفور بلالحاظ احمدی وغیراحمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کے طریق علاج میں یہ چند باتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

1. یارواغیار، مومن و کافر سب کو ایک نظر دیکھنا
2. طب یونانی وویدک کے علاوہ مناسب موقعہ پر ڈاکٹری مجربات سے بھی ابنائے ملک و ملت کو مستفید فرمانا
3. بعض خطرناک امراض کا علاج قرآن شریف سے استخراج کرنا
4. دوا کے ساتھ دعا بھی

5. علاج معالجہ کے معاملہ میں کسی کی دنیوی وجاہت سے مرعوب نہ ہونا
6. مریضوں سے مطلق طمع نہ رکھنا اور آپ کا اعلیٰ درجہ توکل و استغناء
7. نادار و مستحق مریضوں کا نہ صرف علاج مفت کرنا بلکہ اپنی گرہ سے بھی ان کی دستگیری و پرورش کرنا خصوصاً طلباء قرآن و حدیث و طب کی۔

(طبیب دہلی 23مارچ 1914ء بحوالہ حیات نور صفحہ766-767)

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے لکھا

قطع نظر اپنے مختص الفرقہ بعض خاص معتقدات کے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم ایک نہایت بلند پایہ عالم عامل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے خادم تھے۔ اس پیرانہ سالی اور ضعف و مرض کی حالت میں بھی آپ کا بیشتر وقت تعلیم و تعلم میں صرف ہوتا تھا اور ایک طبیب حاذق ہونے کی حیثیت سے بھی آپ خلق اللہ کی بہت خدمت بجا لاتے تھے۔ اس لحاظ سے مرحوم کا انتقال واقعی سخت رنج و ملال کے قابل ہے۔

(حیات نور صفحہ766)

اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحبؓ کی ذات بابرکات پر اپنی بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 26 جولائی 2022ء، لندن)

قسط 10

شانِ سادگی

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِدیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ساری زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپؓ مجسم سادگی تھے اور مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ کی ایک حسین مثال تھے۔ آپؓ کی ساری زندگی باوجود اس کے کہ آپؓ کئی سال ریاست جموں میں شاہی طبیب بھی رہے سادگی سے گزری۔

آپؓ کی سادگی کا نمونہ تاریخ احمدیت جلد سوم میں یوں کھینچا گیا ہے کہ باوجود اپنی شان اور وجاہت کے آپؓ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، آپؓ کی طبیعت میں تکلف اور بناوٹ بالکل نہ تھی۔ اکثر پاجامہ اور کھلا کرتہ پہنتے اور سر پر عام طور پر لنگی کا استعمال کرتے، صدری کا استعمال بھی کرتے تھے۔ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی آپؓ کے لئے اکثر گرگابی کا تحفہ لایا کرتے تھے مگر آپؓ اس کی ایڑھی بٹھا لیتے۔ اکثر لکھتے ہوئے کلک اور دیسی سیاہی استعمال کرتے، کبھی کبھی نب والے قلم سے بھی لکھ لیتے مگر اس سے بالکل مانوس نہیں تھے۔ یا اس کو پسند ہی نہیں فرماتے تھے۔ آپؓ مطب کے مشرقی دروازہ کے شمالی حصہ کے قریب صف پر بیٹھتے تھے۔ صف پر ادنیٰ درجہ کی اون کا بچھونا ہوتا تھا ساتھ تکیہ رکھا ہوتا۔ سامنے معمولی سی تپائی ہوتی تھی مگر یہ پابندی نہیں تھی کہ لازما اس پر رکھ

کر ہی لکھیں اکثر دوزانو بیٹھ کر لکھتے۔خضاب کبھی استعمال نہ کیا ہمیشہ مہندی لگایا کرتے تھے۔ماسٹر عبدالرؤوف صاحب بھیروی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کو میں نے دیکھا ہے کہ اگر کرتے پر بٹن ابتدا سے نہیں لگا تو آخر دم تک اس پر بٹن نہیں دیکھا گیا۔ آپؓ کی مرغوب غذا یہ تھی کہ شوربے میں روٹی بھگو لیتے تھے۔

کبھی گرمیوں میں سرد کوٹ پہنے نہیں دیکھے گئے۔ سادہ پگڑی کے پیچوں میں سے مہندی رنگے سرخ بال کبھی باہر نکلے ہوئے نظر آتے تھے۔ہاتھ میں لمبا عصا رکھتے تھے۔

غرض یہ کہ آپؓ کے لباس، کھانے اور بودوباش میں سادگی کا رنگ غالب تھا۔ مگر سادگی اور بے تکلفی کے باوجود ایک خداداد رعب رکھتے تھے۔ صبح سے شام تک پبلک میں رہتے مگر آپؓ کی وجاہت اور رعب اور دبدبہ اور شوکت میں ذرہ برابر فرق نہ آتا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ539)

اپنے لباس کی سادگی کے بارے میں ایک دفعہ آپؓ نے خود مولوی محمد علی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

لباس میں میں نے ترقی نہیں کی جب سے ہوش سنبھالا یہی لباس پہنتا ہوں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ290)

ایک اور جگہ پر آپؓ فرماتے ہیں۔

میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا

اور معزز حیثیت سے گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا۔

(بدر 4جولائی 1912ء صفحہ7)

لباس کے بارے میں ایک موقع پر بیان کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا۔

بعض آدمی لباس ہی کے بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ میں جب ریاست بھوپال میں تھا تو وہاں کے شاہی خاندان میں ایک شادی تھی۔ میرے وہاں ایک شاگرد تھے جو اب بھی وہاں اچھے عہدے پر ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم بھی چلیں گے۔ میں نے کہا اچھا۔ وہ گھر سے کپڑے بدل کر آئے بڑے ہی زرق برق تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سونا ہی سونا ہے۔وہ جب آگئے تو مجھ سے کہا کہ آپ نے کپڑے نہیں بدلے۔میں نے کہا کہ بھائی ہمارا دوست ہدایت اللہ تو کہیں مکان بند کرکے چلا گیا ہے۔ چنانچہ ویسے ہی چل کھڑے ہوئے۔ جب پہلی ڈیوڑھی پر پہنچے تووہ آگے تھے اور میں پیچھے۔ دربان نے ان کو روکا۔میں آگے بڑھ گیا اور دربان سے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ ہیں اس نے کہا اچھا۔میں نے دربان سے کہا کہ تو ان کے لباس کو نہیں دیکھتا۔ اس نے کہا کہ لباس کا کیا ہے کرایہ پر اس سے بھی اچھا لباس ہر شخص کو مل سکتا ہے۔ آگے گئے تو وہاں معلوم ہوا کہ اس وقت خاص دربار ہے۔ سوائے خاندان کے خاص خاص آدمیوں کے کوئی نہیں جا سکتا۔ مجھ کو تو دربان نے کہا آپ اندر تشریف لے جائیں لیکن ہمارے ان ہمراہی کو وہیں دالان میں بٹھا لیا جہاں پہلے سے اور بھی رؤسا بیٹھے ہوئے تھے۔ غرض کہ میں اپنے اسی سادہ اور معمولی لباس سے اس خاص دربار میں بلا روک ٹوک چلا گیا۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ289)

اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ محض لباس ہی نہیں بلکہ انسان کی ذاتی شخصی وجاہت اور خدا کی طرف سے عطا شدہ رعب ہی انسان کے لئے حقیقی عزت کے سامان پیدا کرتی ہے۔

غرض آپؓ نے کبھی لباس کو غیر معمولی اہمیت نہ دی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں:۔

میں کشمیر میں تھا ایک روز دربار کو جا رہا تھا۔ یار محمد خان ایک شخص میری اردلی میں تھا۔ اس نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس جو یہ پشمینہ کی چادر ہے یہ ایسی ہے کہ میں اس کو اوڑھ کر آپ کی اردلی میں بھی نہیں چل سکتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو اگر بری معلوم ہوتی ہے تو میرے خدا کو تجھ سے بھی زیادہ میرا خیال ہے۔ میں جب دربار میں گیا تو وہاں مہاراجہ نے کہا کہ آپ نے ہیضہ کی وبا میں بڑی کوشش کی ہے آپ کو خلعت ملنا چاہئے۔ چنانچہ ایک قیمتی خلعت دیا۔ اس میں جو چادر تھی وہ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے یار محمد خان سے کہا کہ دیکھو ہمارے خداتعالیٰ کو ہمارا کیسا خیال ہے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ244)

سب مال ودولت سے بڑھ کر امام الزمان کی محبت کی آپؓ عظیم الشان مثال تھے۔ آپؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حکم پر اپنا گھر بار تک چھوڑ دیا جو کہ بھیرہ میں ایک کثیر رقم خرچ کرکے آپؓ تعمیر کروا رہے تھے۔ چنانچہ اسی محبت کو بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:۔

میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے، جس کو چور اور قزاق نہیں لے جاسکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر ایسی بے بہا

دولت کو چھوڑ کر مَیں چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں، پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میری دولت میرا مال، میری ضرورتیں اس امام کے اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 132)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپؓ کی شانِ سادگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سادگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود حضرت خلیفہ اول کو دیکھا ہے آپ مجلس میں بڑی مسکنت سے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجلس میں شادیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ڈپٹی محمد شریف صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں وہ سناتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے یعنی آپ نے اپنے گھٹنے اٹھائے ہوئے تھے اور سر جھکا کر گھٹنوں میں رکھا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب جماعت کے بڑھنے کا ایک ذریعہ کثرت اولاد بھی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر جماعت کے دوست ایک سے زیادہ شادیاں کریں تو اس سے بھی جماعت بڑھ سکتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے گھٹنوں پر سر اٹھایا اور فرمایا کہ حضور میں تو آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس عمر میں مجھے کوئی شخص اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو یہ انکسار اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ رتبہ ملا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ5 جلد46/11 نمبر 74)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اخلاص، عاجزی اور سادگی کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خدمت کے لئے مختلف سامانوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ کھانا پکوانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ شروع شروع میں جب قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس مہمان آتے تھے سودا وغیرہ لانے کی ضرورت ہوتی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کام صرف ہمارے خاندان کے افراد نہیں کر سکتے تھے۔ اکثر یہی ہوا کرتا تھا کہ جماعت کے افراد مل ملا کر وہ کام کر دیا کرتے تھے۔ اس وقت طریق یہ تھا لنگر خانے کا باقاعدہ انتظام تو نہیں تھا کہ اگر ایندھن آ جاتا اور وہ اندر ڈالنا ہوتا یعنی سٹور میں رکھنا ہوتا تو گھر کی خادمہ آواز دے دیتی کہ ایندھن آیا ہے کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے اور ایندھن اندر ڈال دے۔ آگ جلانے کے لئے جو سامان آیا ہے۔ پانچ سات آدمی جو حاضر ہوتے وہ آ جاتے اور ایندھن اندر ڈال دیتے۔ دو تین دفعہ ایسا ہوا کہ کام کے لئے باہر خادمہ نے آواز دی مگر کوئی آدمی نہ آیا۔ ایک دفعہ لنگر خانے کے لئے اوپلوں کا ایک گڈا آیا۔ (وہ جو جلانے کے لئے اوپلے استعمال کئے جاتے ہیں) بادل بھی آیا ہوا تھا۔ خادمہ نے آواز دی تا کوئی آدمی مل جائے تو وہ اوپلوں کو اندر رکھوا دے مگر اس کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول اُس وقت مسجد اقصیٰ سے قرآن کریم کا درس دے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ اس وقت خلیفہ نہیں تھے مگر علمِ دینیات، تقویٰ اور طب کی وجہ سے آپ کو جماعت میں ایک خاص پوزیشن حاصل تھی اور لوگوں پر آپ کا بہت اثر تھا۔ آپ درس سے

فارغ ہو کر گھر جا رہے تھے کہ خادمہ نے آواز دی اور کہا کہ کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے۔ بارش ہونے والی ہے ذرا اوپلے اٹھا کر اندر ڈال دے۔ لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ آپ نے جب دیکھا کہ خادمہ کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی تو آپ نے فرمایا اچھا آج ہم ہی آدمی بن جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اوپلے اٹھائے اور اندر ڈالنے شروع کر دیئے۔ ظاہر ہے کہ جب شاگرد استاد کو اوپلے اٹھاتے دیکھے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی وہی کام شروع کر دے گا۔ چنانچہ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کام کرنے لگے اور اوپلے اندر ڈال دیئے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مجھے یاد ہے مَیں نے دو تین مختلف مواقع پر آپ کو ایسا کرتے دیکھا اور جب بھی آپ ایسے اٹھانے لگتے اَور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاتے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد29 صفحہ326-327)

(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

تعمیل حکم حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ میں جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں

ایک مرتبہ آپؓ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے

یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور صفحہ188)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان کو پڑھا جائے تو ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مرزا سلام اللہ صاحب مستری، قطب الدین صاحب دہلوی کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید الاضحیہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے گھر سے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی کپڑے دھلے ہوئے ہیں؟ معلوم ہوا کہ صرف ایک پاجامہ ہے اور وہ بھی پھٹا ہوا۔ آپ نے اس میں آہستہ آہستہ ازار بند ڈالنا شروع کر دیا۔ قادیان کا واقعہ ہے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب ان دنوں صدر انجمن کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ حضور نماز عید میں دیر ہو رہی ہے۔ لوگوں نے قربانیاں بھی دینی ہیں۔ اس لئے جلد تشریف لائیں۔ فرمایا۔ تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا۔ حضور نے اسے پھر پہلے کا سا جواب دیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر دروازہ پر دستک دی۔ آپ نے ملازم کو فرمایادیکھو باہر کون ہے؟ آنے والے نے کہا۔ مَیں وزیر آباد سے آیا ہوں۔ حضرت صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے اسے اندر بلا لیا۔ عرض کی کہ حضور مَیں وزیر آباد کا باشندہ ہوں۔ حضور کے، امّاں جی کے اور بچوں کے لئے کپڑے لایا ہوں۔ چونکہ رات کو یکّہ نہیں مل سکا تھا، اس لئے بٹالہ ٹھہرا رہا۔ اب بھی پیدل (چل کر) آیا ہوں۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فوراً وہاں انتظام فرمایا)۔

(ماخوذ ازحیات نور صفحہ 641 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ پر اپنی بےانتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں آپؓ کی سیرت کے ان حسین پہلوؤں کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے والا بنادے آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 16 اگست 2022ء، لندن)

قسط 11

رؤیا و کشوف

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِدیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

حضرت اقدس مرزاغلام احمد مسیح موعودؑ کی آمد سے قبل مسلمانوں میں بہت سے معاملات میں علماء نے غلط فتاویٰ دے کر اسلام کا اصلی پاک چہرہ عام عوام سے گویا چھپا ہی دیا تھا۔ کوئی نبوت کے جاری نہ رہنے کے فتوے دیتا تو کوئی قرآن کریم کی بعض آیات کے حوالہ سے ناسخ منسوخ کی بات کرتا۔ غرض بہت ساری غلط تشریحات کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت یہ باتیں ماننے پر مجبور تھی۔ علماء کے انہی غلط فتاویٰ میں سے ایک فتویٰ یہ بھی تھا کہ اب اللہ کی طرف سے رویاو الہام کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد قیامت تک کے لئے یہ دروازہ گویا بند ہو گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے ان تمام غلط عقائد اور تشریحات کی اصلاح فرمائی جو مسلمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانہ کی دوری کی وجہ سے راہ پا گئی تھیں۔ پیشگوئیوں کے مطابق رویاء والہام کے دروازے کو پھر سے کھول دیا گیا جسے عام فہم لوگ بند کئے بیٹھے تھے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے فرمایا کہ:۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

حضرت اقدس مسیح موعودؑالہام ووحی کے سلسلہ کے بند نہ ہونے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہماراخدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول۔ پھر اس کے برکات، انوار اور تاثیرات مردہ کیونکر ہوسکتی ہیں؟ میں اس مخالفت کی کچھ پروا نہیں کر سکتا۔ ان کی مخالفت کے خیال سے میں خد اتعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ لاہور میں عبد الحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا خاصہ تھا۔ یہاںتک کہ عورتوں کو بھی وحی ہوتی تھی مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے لیے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟

(ملفوظات جلد8 صفحہ87-90 ایڈیشن 1984ء)

الغرض آپؑ کو اللہ نے بے شمار الہامات کئے جنکی بدولت آپؑ نے اپنے دعویٰ کا اعلان فرمایا اور بہت ساری نیک وپاک روحوں نے آپؑ کو قبول فرمایا:۔

یہ الہامات کا سلسلہ صرف آپؑ کی ذات بابرکات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپؑ کی سچی و کامل پیروی کرنے والوں کے لئے خاص طور پر ان رؤیا و کشوف کا دروازہ کھولا گیا۔ اللہ نے وہ پاک روحیں آپؑ کو عطا فرمائیں جو صاحب رؤیا و کشوف تھیں۔ ان پاک روحوں میں سب سے بڑھ کر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود ہے۔

آنحضرتؐ کی زیارت

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ صاحب رؤیا و کشوف نیک وجود تھے اور حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے دعویٰ پر صدق دل سے ایمان لانے والوں میں سے اولین میں سے تھے۔حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی بیعت سے آپؓ کو کیا فائدہ ہوا اس بابت بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں:۔

نواب خان صاحب تحصیل دار مرحوم نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب سے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔اس پر حضرت مولانا صاحب نے فرمایا۔نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی۔ اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

(حیات نور صفحہ194)

غرض حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس خدا کا پاک چہرہ لوگوں کو دکھلایا جو کہ خود فرماتا ہے:۔

کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ خدا ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھلائی تو فرشتے ان پر (الہام کرتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں، اور انہیں خوشخبریاں دیتے ہیں کہ خوف اور غم نہ کرو۔

ذیل میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض رؤیا،الہام و کشوف درج کرتی ہوں جن سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کا آپؓ سے کس قدر پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ کیسے اللہ تعالیٰ نے ایک لحظہ کے لئے بھی آپؓ کو اس نعمت سے محروم نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ کے لئے آپؓ کو (جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے پیار ومحبت کرتی ہے) ایک پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں رکھا۔

آنحضرتؐ کا آپؓ کی خواب میں آنا

فرمایا:

مجھ کو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں فرمایا کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بہت پڑھا کرو۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 211 سن اشاعت 2002ء بھارت)

آنحضرتؐ اور فوت شدہ بزرگان سے ملاقات

میں نے خود نبی کریم ﷺ کو، موسیٰؑ،علی المرتضیٰؓ، امام علیہ السلام، عبدالکریم علیہ الرحمۃ۔۔ اور حکیم فضل الدین کو دیکھا ہے اور اس جہان کا حال دریافت کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 597)

میں نے حضرت خواجہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت

شاہ غلام علی صاحب اور صحابہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک عالم میں خود دیکھا ہے۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 210)

آنحضرتؐ کا خواب میں آپؓ کو فرمانا کہ تو ہمیں محبوب ہے

میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو کمر پر اس طرح اٹھا رکھا ہے جس طرح بچوں کو مشک بناتے ہیں۔ پھر میرے کان میں کہا کہ تو ہم کو محبوب ہے۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ 291)

شاگردی حضرت علیؓ

آپؓ اس بابت فرماتے ہیں:

میں نے بھی خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ223)

اللہ سے قرآن کریم پڑھنا

فرمایا:

مجھے تو خدا تعالیٰ نے آپ قرآن پڑھایا ہے اور میں نے بعض آیتوں کو خصوصیت کے ساتھ

اللہ تعالیٰ سے پڑھا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 596)

قرآنی آیات کی تفسیر بذریعہ الہام

آج یہ جو دو آیت (سورۃ البقرہ کی آیات 155 تا158) میں نے تمہارے سامنے پڑھی ہیں یہ میرے کسی خاص ارادے غوروفکر کا نتیجہ نہیں اور نہ میں نے کوئی تیاری قبل از وقت اس مضمون اور ان آیات کے متعلق آج جمعہ کے خطبہ میں سنانے کی کی تھی۔ وعظ کا بےشک میں عادی ہوں۔ مگر یہ آیتیں محض اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے دل میں ڈالی گئی ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ267)

فرشتوں کا آپؓ کی مدد کرنا

جلسہ سالانہ 1912ء میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نےاپنی تقریر میں خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔ جب کسی آدمی کا تعلق خد اتعالیٰ سے بڑھتا جاتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ اس سے تعلق پیدا کرو۔اس طرح جبرائیلی رنگ کی مخلوق سے تعلق اور قبولیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

تحدیث نعمت کے لئے کہتا ہوں کہ میں نے خود ایسے فرشتوں کو دیکھا ہے اور انہوں نے

ایسی مدد کی ہے کہ عقل، فکر، وہم میں نہیں آسکتی اور انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ دیکھو ہم کس طرح اس معاملہ میں تمہاری مدد کرتے ہیں۔

(حیات نور صفحہ596-597)

رحمت الٰہی

ایک اور رؤیا میں نے پنڈ دادنخان میں دیکھا۔ وہاں ایک رشتہ دار تھا جو اپنی فضولیوں میں بڑ امشہور تھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بہشت میں ایک بڑی اونچی اٹاری پر ہے۔ جب میں نے اس کو اور اس نے مجھ کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ تم تو بڑے سیہ کار تھے تم کو بہشت میں اور پھر عرفات میں کیونکر موقع ملااس نے جواب میں کہا کہ میری غریب الوطنی پر جناب الٰہی نے رحم فرمایا۔

میں نے بیداری کے بعد بہت جستجو کی مگر کہیں پتا نہ لگا۔ یہی معلوم ہوا کہ عرصہ سے مفقود الخبر ہے۔ دو برس کے بعد میرے ایک رشتہ دار نے مجھ کو بتایا کہ فلاں آدمی بمبئی کے قریب ایک مقام کلیانی میں مر گیا ہے۔ وہ مکہ معظّمہ کو پاپیادہ جاتا تھا۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ235سن اشاعت 2002ء بھارت)

پرندوں کا شوربہ

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 5 فروری 1911ء کی صبح کو فرمایا:۔

ابھی میں نے دیکھا ہے اس مقام پر کسی پرند کا مزیدار شوربہ کھایا ہے اور اس کی باریک

باریک ہڈیاں پھینک دی ہیں۔ جونہی آپؓ نے یہ کشف سنایا شیخ یعقوب علی صاحب نے عرض کی کہ اس کو پورا کرنے کے لئے کسی پرندے کے گوشت کا انتظام کیا جاوے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھے تاکہ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جو کبھی کبھی ہوائی بندوق سے شکار کھیلا کرتے تھے، انہیں عرض کریں کہ کوئی پرند شکار کریں۔ شیخ یعقوب علی صاحب ان کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت انہوں نے کچھ پرند شکار کئے ہیں۔وہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کئے گئے اور حضرت بہت خوش ہوئے۔ گویا ادھر رویا دیکھا اور ادھر خدا تعالیٰ نے اسے پورا کرنے کے سامان کر دئے۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذلك۔ خدا تعالیٰ کے پیاروں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا عجب سلوک ہوتا ہے۔

(حیات نور صفحہ 499-500)

آپؓ کے ایک دوست کا آپؓ سے بخاری شریف پڑھنا

مجھے ایک دفعہ خواب آیا کہ آدھا پیالہ دودھ کا ہے اور میرے ایک دوست نے جو مجھ سے ناراض تھے اسے پی لیا۔ میں بخاری شریف پڑھایا کرتا تھا۔ نصف باقی تھا کہ وہ ایک روز آئے بعض باتیں جو پسند آئیں تو بے اختیار کہہ اٹھے کہ اب میں بھی پڑھوں گا۔ چنانچہ باقی نصف بخاری انہوں نے مجھ سے پڑھی۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ594)

وفات یافتہ لوگوں سے باتیں

صاحب نسبت جو لوگ ہوتے ہیں ان کی ملاقات ہوجاتی ہے۔ میں نے کبھی توجہ نہیں کی

باوجود اس کے میں نے بھی مردوں سے باتیں کی ہیں۔

(بدر 14نومبر 1912ء صفحہ3)

نصیرالدین نامی لڑکے کا پیدا ہونا

نصیر الدین صاحب حال مانسہرہ ضلع ہزارہ کا بیان ہے کہ ان کے والد عمر دین صاحب کے ہاں بیس سال سے اولاد نہیں تھی۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب دیپ گراں نے آپؓ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ آپؓ کو کشف میں ایک لڑکا نصیرالدین نامی دکھایا گیا۔ چنانچہ سات ماہ بعد ان کی پیدائش ہوئی اور حضرت صاحب کے کشف کی بنا پر ان کا نام نصیرالدین رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 597)

سوتے میں کھانا کھانا

شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے بھوک تھی میں سو گیا۔ خواب میں پلاؤ اور زردہ کھالیا۔ جب جاگا تو دیکھا پیٹ بھرا ہوا تھا۔۔۔میں نے خود ان باتوں کا بڑا تجربہ کیا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ 596)

لوگوں کے دل آپؓ کے سامنے کشفاً پیش کئے جاتے ہیں

فرمایا: بعض اوقات لوگوں کے دل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کر۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 597)

فرشتوں کو دیکھنا

فرمایا:

میں اپنی جان ودل سے شہادت دیتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے فرشتوں کو دیکھا ہے۔۔۔ ان کی محبت واحسان کو اپنی آنکھ سے دیکھااور اپنے کانوں سے انہیں یہ کہتے سنا: نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 596)

اللہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بابرکت ذات پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور آپؓ کی مبارک سیرت کو اپنانے کی ہمیں توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 23 اگست 2022ء، لندن)

قسط 12

اطاعت اور محبت کے واقعات

حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب، حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عقیدت، محبت، فدائیت اور اطاعت کی عدیم النظیر مثال رکھتے تھے۔ مسیح پاک کے ایک اشارہ پر اپنا شہر، اپنا وطن، کاروبار اور تمام املاک چھوڑ کر قادیان میں آبسے اور پھر کبھی بھی اپنے وطن کا خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔ اور آپؓ نے ایسی کمال اطاعت کی کہ اللہ نے اس کے صلہ میں آپؓ کو اپنے پیارے آقا کے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص ہزار روپیہ روزانہ بھی مجھے دے تو پھر بھی میں حضرت صاحب کی صحبت چھوڑ کر قادیان سے باہر جانے کے لئے تیا رنہیں۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کی مبارک عادت تھی کہ آپؓ کمال ادب اور احترام سے حضرت اقدسؑ کی مجلس میں آتے اور خاموشی سے اکتساب فیض فرماتے۔

حضرت مولوی صاحبؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے جو کچھ پایا ہے جو کچھ سیکھا ہے اپنی پیارے مطاع وامام سے سیکھا اور پایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ:۔

لوگ اکسیر اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ میں نے ان کو چھوا تو بادشاہ بن گیا۔

ہر امر میں لبیک کہنے کی سعادت

آئینہ کمالات اسلام میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے سچے عاشق حضرت مولانا نورالدینؓ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

اس کو میرے دل سے عجیب تعلقات ہیں۔ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں کی مفارقت اختیار کرنا ہے۔ میرے کلام کے سننے کے لئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے۔ اور میرے مقام کی محبت کے لئے وہ اپنے اصل وطن کی یاد کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ اور میں اس کو اپنی رضا میں فانیوں کی طرح دیکھتا ہو۔ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بلا توقف پورا کرتا ہے۔ اور جب کسی کام کی طرف مدعو کیا جاتا ہے تو وہ سب سے پہلے لبیک کہنے والوں سے ہوتا ہے۔ اس کا دل سلیم ہے اور خلق عظیم اور کرم ابر کثیر کی طرح ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ585۔ 586ترجمہ از عربی عبارت)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے پہلی ملاقات کے بعد سے لے کر تادم آخر تک کی زندگی اطاعت امام الزمان کی گواہ ہے۔ آپؓ کی اطاعت کی چند جھلکیاں پیش کرتی ہوں۔

حضور اقدسؑ کے ارشاد پر وطن کو خیر باد کہنا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین صاحب 1892ء میں ریاست جموں کی ملازمت سے سبکدوش ہوگئے تھے۔ اس کے بعد آپؓ اپنے وطن بھیرہ تشریف لے گئے جہاں آپؓ نے بہت بڑا شفا خانہ اور ایک عالی شان مکان تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا اور پھر مکان کی تعمیر شروع کرادی۔ اسی دوران آپؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان حاضر ہوئے۔ آپؓ کا ارادہ تھا کہ حضرت کی ملاقات کے بعد جلد قادیان سے واپس ہوجائیں گے۔ اس لئے واپسی کا یکہ کرائے پر لیا تھا لیکن دوران گفتگو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہوگئے ہیں اس پر حضرت مولوی صاحب نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ قادیان سے واپسی ایک دو روز کے لئے ملتوی کردی جائے۔ لیکن اس کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد پر آپؓ نے یکے بعد دیگرے اپنی ایک بیوی، پھر اپنا کتب خانہ اور پھر دوسری بیوی کو بھی قادیان بلا لیا۔ حیات نور صفحہ 185 میں درج ہے پھر ایک موقعہ پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہو گا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے مگر آپؓ فرماتے ہیں کہ:۔

خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن چھوڑنے کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔

(حیات نور مصنفہ عبد القادر سوداگر مل صفحہ185)

فی الفور اطاعت

آپؓ کی اس والہانہ اطاعت اور وارفتگی کی ایک مثال فی الفور دہلی کے سفر پر روانہ ہو جانا ہے۔

22اکتوبر 1905ء کو حضرت اقدسؑ، حضرت اماں جانؓ کو آپؓ کے خویش واقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہوگئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوا دیا۔ جس میں تار لکھنے والے نے امیجی ایٹ (immediate) یعنی بلاتوقف کے الفاظ لکھ دئے۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو اسی حالت میں فورا چل پڑے۔ نہ گھر گئے، نہ لباس بدلا، نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتا چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بجھوا دیا مگر خرچ بجھوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا۔ اور ممکن ہے کہ گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ جب آپؓ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپؓ کا انتظار ہی کر رہا تھا عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے۔ مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجیے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپؓ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی اور اس طرح سے آپؓ دہلی پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

اطاعت مسیح موعودؑ ہی سب سے بڑی خوشی

آپؓ کی غیر معمولی، بے لوث ارادت اور اطاعت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

ماسٹر اللہ دتہ صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ:۔

1900ء یا 1901ء کا واقعہ ہے کہ میں دارالامان (قادیان) میں تھا ان دنوں ایک نواب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے جن کے لئے ایک الگ مکان تھا۔ ایک دن نواب صاحب کے اہلکار حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے جن میں ایک مسلمان اور ایک سکھ تھا اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات کو جانتے ہیں۔ اس لئے نواب صاحب کا منشاء ہے کہ آپ ان کے ہمراہ وہاں تشریف لے جائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرما کہ

میں اپنی جان کا مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔

پھر ظہر کے وقت وہ اہلکار بیت الذکر میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تو انہوں نے اپنا مدعا بیاں کیا۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے۔

لیکن مولوی صاحب کے وجود سے ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں ایک دنیا داری

کے کام کے لئے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔

اس دن جب عصر کے بعد درس قرآن مجید دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے فرمایا مجھے آج اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے۔ اور وہ یہ کہ میں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہوجائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا کہ اگر ہم نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا۔

(حیات نور صفحہ186-187)

اطاعت و محبت کے لئے ہمہ وقت مستعد

حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدینؓ صاحب کے دل میں اپنے محبوب آقا کی اطاعت و محبت کا کیسا جذبہ موجزن تھا اس کی ایک مثال حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے مندرجہ ذیل بیان سے ملتی ہے۔

حضرت میر صاحب فرماتے ہیں:۔

ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کر دینے کے لئے فرمایا مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اسی وقت مرحومہ امۃ الحیٔ صاحبہ بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحب دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ مجھے تو مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی (نہالی ایک مہترانی تھی جو حضرت صاحب کے

گھر میں کام کرتی تھی) کے لڑکے کو دے دو تو میں بغیر کسی انقباض کے فورا دے دوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق ومحبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لو کہ بالآخر وہی لڑکی حضورؑ کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود مسیح موعودؑ کا حسن واحسان میں نظیر ہے (حضرت مصلح موعودؓ۔ ناقل)

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 77)
(حیات نور مصنفہ عبد القادر سوداگر مل صفحہ 187-188)

حضرت مسیح موعودؑ کی فدائیانہ اطاعت

آپؓ کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بٹالہ کے ایک ہندو کی بیوی کو دیکھنے کے لئے بٹالہ گئے۔ حضورؑ نے آپؓ کو جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ یکہ پر قادیان سے شام تک بٹالہ پہنچے اور مریضہ کے لئے غذا اور دوا تجویز کرکے واپسی کے لئے بہت زور دے کر یکہ کا انتظام کرایا۔ فرمایا۔

میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچونگا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے قادیان پہنچنا ہے۔

کچھ راستہ آپؓ نے یکہ پر طے کیا مگر ان دنوں راستے میں کیچڑ اور پانی ہونے کی وجہ سے یکہ کے چلنے میں رکاوٹ آتی تھی اور گھوڑا قدم قدم پر رکتا تھا۔ یہ دیکھ کر آپؓ پیدل چل دیئے۔ راستے میں آپؓ کے پاؤں کانٹوں سے زخمی ہوگئے مگر آپؓ برابر چلتے رہے اور رات گئے قادیان پہنچے۔ صبح کی نماز آپؓ نے ہی کرائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آپؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضور کے پوچھنے پر عرض کی میں رات ہی قادیان پہنچ گیا تھا لیکن کسی

تکلیف کا اظہار نہ کیا۔

(حیات نور مصنفہ عبد القادر سوداگر مل صفحہ189)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپؓ کی اطاعت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی سادگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود حضرت خلیفہ اول کو دیکھا ہے آپ مجلس میں بڑی مسکنت سے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجلس میں شادیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ڈپٹی محمد شریف صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں وہ سناتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے یعنی آپ نے اپنے گھٹنے اٹھائے ہوئے تھے اور سر جھکا کر گھٹنوں میں رکھا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب جماعت کے بڑھنے کا ایک ذریعہ کثرت اولاد بھی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر جماعت کے دوست ایک سے زیادہ شادیاں کریں تو اس سے بھی جماعت بڑھ سکتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے گھٹنوں پر سر اٹھایا اور فرمایا کہ حضور میں تو آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس عمر میں مجھے کوئی شخص اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو یہ انکسار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ رتبہ ملا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ5 جلد11/46 نمبر74)
(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

تعمیل حکم حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ میں جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں

ایک مرتبہ آپؓ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور مصنفہ عبد القادر سوداگر مل صفحہ188)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 ستمبر 2022ء، لندن)

قسط 13

مبارک تحریکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تجدید دین تھا اور آپؑ کی مئی 1908ء میں وفات کے بعد اللہ نے یہ مبارک کام اپنے وعدوں کے مطابق آپؑ کے خلفاء کے سپرد کیا۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وجود وہ مبارک وجود تھا جسے سب سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدا نے یہ کام سونپا۔ 27مئی 1908ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا اور 14/مارچ 1914ء کو اپنی وفات تک آپؓ نے یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔ احباب جماعت کی تعلیم وتربیت اور ان کو روحانیت میں بڑھانے کے لئے آپؓ نے بہت سی تحریکات اپنے دور خلافت میں پیش فرمائیں ان میں سے بعض پیش خدمت ہیں۔

تمام بیعت کنندگان قادیان میں آئیں اور خلافت سے براہ راست فیض پائیں

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا حکم ہے کہ تمام بیعت کنندگان کے لئے ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے کچھ نہ کچھ فرصت نکال کر ملاقات کے واسطے سب قادیان آویں۔ کیونکہ اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے اور ایمان میں تقویت پیدا ہوتی ہے۔

(اخبار بدر 9 جون 1908ء)

خوشنویس حضرات کو مرکز میں آکر رہنے کی تحریک

حضور نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ خوشنویس حضرات یہاں مرکز میں آکر رہیں تاکہ سلسلہ کے کام بروقت ہوسکیں۔

(الحکم 14 جون 1908ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں دینی مدرسے کے لئے تحریک

آپؓ کے دل میں خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی یہ تحریک اٹھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار میں اعلیٰ پیمانے پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں واعظین تیار کیے جائیں۔ 1905ء میں ایک شاخ دینیات مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ قائم تھی۔ مگر غالبا فنڈ کی کمی کی وجہ سے اس کی حالت نہایت درجہ ناقص تھی۔ لہذا حضرت خلیفہ اول کے حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، حضرت نواب محمد علی خان صاحب،حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب نے یہ تحریک پوری جماعت کے سامنے رکھی اور بتایا کے اعلیٰ پیمانہ پر مدرسہ چلانے کے لئے عمدہ مکان اور بہترین لائبریری کا ہونا ضروری ہے۔ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعت اسلام کا ایک بھاری ذریعہ ہوگا اور حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان یادگار بھی، لہذا دوستوں کو اس کے لئے پوری پوری مالی قربانی کرنی چاہئے۔ نیز لکھا اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بڑے بھاری اخراجات ہیں اور قوم ان اخراجات کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے گی تو یہ ایک کمزوری

کا خیال ہو گا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ215-216)

واعظین سلسلہ کے تقرر کی تحریک

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک میں انجمن کی طرف سے باقاعدہ کوئی واعظ تبلیغ سلسلہ کے لئے مقرر نہ تھے مگر اب خلافت اولیٰ کے شروع میں ہی اس کی پوری شدت سے ضرورت محسوس ہوئی اور خود حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اس کی تحریک ہوئی۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفہ اول کی اجازت سے انجمن نے سب سے پہلے شیخ غلام احمد صاحب نومسلم کو اور بعدازاں مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی، حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو واعظ مقرر کیا۔ ان کےبعد بعض اور واعظ مثلاً الہ دین صاحب فلاسفر بھی نامزد ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ216)

ضرورت واعظین

چند روز کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں اس بات کا جوش ڈالا کہ جماعت میں واعظین پیدا ہوں جو علوم دینیہ سے اچھی طرح واقف ہو کر اور مسائل شرعیہ سے آگاہ ہو کر اور دلائل حقیقت اسلام سے ماہر ہو کر مختلف ملکوں میں پھریں مخلوق الٰہی کو راہ ہدایت پر لاویں، آپؓ اسی خیال میں تھے کہ اس کی کیا تجویز ہو کہ حکمت الٰہی سے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا اشتہار 1901ء کا چھپا ہوا آپؓ کو کہیں سے مل گیا

جس میں حضرت موصوف نے ایسے واعظین کو تیار کرنے کے واسطے ایک امتحان مقرر فرمایا تھا جو غالبًا کسی سبب سے اس وقت نہ ہوسکا۔ مگر اب اس کے لئے وقت آ گیا ہے اس لئے خلیفۃ المسیح کا منشاء ہے کہ دسمبر آئندہ کے جلسہ میں ایسا امتحان قادیان میں ہو اور جو دوست اس میں شامل ہوسکیں وہ ابھی سے مطلع فرماویں تا کہ ان کے نام ایک رجسٹر میں درج کرلئے جائیں۔

(بدر 23 جولائی 1908ء جلد 7 نمبر 28 صفحہ 1)

مبائعین کی مکمل فہرست تیار کرنے کی تحریک

ایک اہم تحریک آپؓ نے یہ فرمائی کہ جماعت کے مبائعین کی مکمل و مفصل فہرست تیار کی جائے تا قادیان سے جو کچھ شائع ہو جلد سے جلد جماعت کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 232)

ناصر وارڈ کے لئے چندہ کی تحریک

میر ناصر نواب صاحبؓ کو جو انجمن ضعفاء کے سر گرم ممبر تھے بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانے کا خیال آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

میر صاحب کی تجویز ہے کہ بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانا ضروری ہے تا کہ ڈاکٹر اور طبیب ایک جگہ پر ان کو دیکھ لیا کریں اور انکی تیمارداری میں کافی سہولت ہو۔ ان کی اس جوش بھری خواہش کو میں نے محسوس کرکے 100 روپیہ کا وعدہ ان سے بھی کر لیا

ہے اور 30 روپے نقد بھی دئے ہیں۔ ایک پرانی رقم 60 روپیہ کی جو اس کام کے لئے جو میں نے جمع کی اس کو بھی نکلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اس جوش بھرے مخلص نے قادیان کی بستی مخالفوں اور موافقوں اور ہندوؤں اور مسلمان دشمن ودوست سب کو چندہ کے لئے تحریک کی۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس کا اثر تھا کہ رات کے وقت میری بیوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آج جو میر صاحب نے تحریک کی ہے اس میں میں نے سچے دل اور کامل جوش اورپورے اخلاص سے چندہ دیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اگر ایسے مکان کے لئے ہمارے کوئی مکان کسی طرح بھی مفید ہوسکیں تو میں اپنی خام حویلی دینے کو دل سے تیار ہوں۔

(الحکم جلد13 صفحہ4 کالم1)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے چندہ کی تحریک

”چونکہ اس وقت ایک عام تحریک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے اور بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ اپنے سلسلہ کی ضروریات بہت ہیں اور ہماری قوم پر چندوں کا بوجھ ہے تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں اور قلمے، قدمے، سخنے، درمے مدد دیں۔“ (نورالدین)

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 368)

لنگر خانہ کے لئے چندہ کی تحریک کی یاددہانی

یہاں ایک لنگر خانہ ہے جو ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی دنیاوی کاروبار سے فراغت کا وقت نکال کر یہاں علم دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی شاخ ہے وہ بھی اس وقت قریبا 2000 ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اگر سب احمدی اپنے اوپر حسبِ استطاعت ایک رقم مقرر کرکے اسے باقاعدہ ادا کریں تو اس کے اخراجات باآسانی چل سکتے ہیں۔ مگر بہت ہیں جن کو باوجود باربار کی تاکید کے اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ یا کوئی رقم مقرر کرکے وعدہ کرلیتے ہیں تو پھر ادا نہیں کرتے۔ پھر ایک مدرسہ ہے جس میں تمہارے بچوں کی دنیاوی ودینی تعلیم کا سامان کیا گیا ہے اور اس زہریلی ہوا سے بچانے کی فکر اس میں کی جاتی ہے جس نےبہت سی روحوں کو ہلاک کردیا ہے۔ ایک دوسرا مدرسہ ہے جس میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے اس کے استحکام کے لئے ابھی بہت سے روپے کی ضرورت ہے۔اشاعت اسلام کا سلسلہ ہے۔یتامیٰ اور مساکین کے لئے علیحدہ ضرورت ہے ایسے ہی اور کئی قسم کے ضروری کاروبار ہیں جن میں تم سب کو حصہ لینا ضروری ہے۔ پھر ان کے ساتھ ہر ایک کام کے لئے عمارت کی ضرورت ہے۔ تمہیں ان اخراجات کا فکر کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے جتنا اپنی ضروریات کا فکر رکھتے ہو۔

ان اغراض کے لئے جو اس سلسلہ کے اہم اغراض ہیں چندہ دینے کو اپنے اوپر فرض کرلو۔ دنیا کی حرص کو کم کرو اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق حصولِ روپیہ کو سخت آگ سمجھو۔ میں نے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے اور تمہارے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے یہ باتیں تم کو کہی ہیں۔ اگر تم ان باتوں کو مان لو گے تو دنیا اور آخرت میں سکھ پاؤ

گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (نورالدین 7 اکتوبر 1911ء)

(بدر 9نومبر 1911ء جلد11 نمبر2-3 صفحہ9)

حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو

ایڈیٹر اخبار بدر نے لکھا:

ہمیں اس بات کے معلوم ہونے سے بہت افسوس ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی فروخت بہت کم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کے متعلق اشتہار نہیں دیا جاتا۔ پرانے احباب سب خرید چکے ہوں اور نئے بیعت کنندہ ان کی فہرست سے ناواقف ہوں۔ بہر حال ان کتابوں کی کثرت اشاعت کی طرف احباب کو توجہ کرنا از بس ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس مضمون کو سن کر فرمایا ہے:

میں توجہ میں اتنا ضرور کہونگا کہ توجہ دو طرف مشکل ہوتی ہے۔ جب تک احباب ان کتب اور ریویو پر توجہ نہ فرمائیں گے کام نہیں چلے گا۔

ہم ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت حضرت اقدس کی کتابوں کی فہرست اخبار بدر میں شائع کرتے رہیں گے۔

(اخبار بدر قادیان 22 فروری 1912ء جلد11 نمبر22 صفحہ3)

مال غنیمت کی تقسیم کے بارہ میں تشریح اور اس کی تحریک

آپؓ نے ایک تحریک یہ فرمائی کہ مال غنیمت کی تقسیم کے لئے جو اللہ اور رسول کا حق

ہے اس کا مصرف اس زمانہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی صفات اس کے افعال، اس کے اسماء، اس کے کلام پاک کی اشاعت پر رسالے اور ٹریکٹ لکھے جائیں اور... حدیث شریف کی اشاعت اور آپ پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کے جواب پر خرچ کیا جائے۔

(الحکم 14 دسمبر 1912ء نمبر 38جلد16 صفحہ6 کالم1)

درس قرآن میں شامل ہونے والی مستورات کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد

آپؓ کے درس قرآن میں بہت بڑی تعداد مستورات کی ہوتی ہے۔ اس میں غیر احمدی عورتیں بھی شامل ہوجاتی ہیں۔ آپؓ نے مستورات کی درخواست پر ان کی بیعت لی تا کہ ایسی بیبیوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں ہوں اور حضور کو علم ہوجائے کہ کون کون بی بی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔ حضرت اماں جان کو فرمایا کہ ان کی فہرست تیار کرا دیں۔

(الحکم 14 دسمبر 1912ء نمبر38 جلد16 صفحہ6 کالم1)

مکرم خواجہ کمال الدین کی طرف سے لندن سے جاری کردہ رسالہ کی امداد کے لئے تحریک

احباب و اہل اسلام اس چٹھی پر غور فرماویں ایک درد مند دل کی تحریر ہے دردمند دل سے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ پوری توجہ کریں۔ تین ہزار ایک پرچہ کے لئے۔ زیادہ نہیں۔ چاہو خریدار بنو۔چاہو امدادی رنگ میں دو۔ جس طرح ہو خواجہ صاحب کی ہمت بڑھاؤ۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ۔والسلام

(اخبار بدر 6مارچ 1913ء نمبر1 جلد13 صفحہ1۔2)

درس ہال تعمیر کرنے کی تحریک

حضرت خلیفہ اولؓ نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے سپرد یہ خدمت فرمائی کہ قرآن مجید کے درس کے لئے ایک خاص کمرہ تعمیر کیا جائے۔ حضرت ام المؤمنینؓ نے زمین کا ایک حصہ اس غرض کے لئے مرحمت فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 438)

نیر الاسلام کتاب خریدنے کی تحریک

کتاب نیر الاسلام میں واقف کار مصنف نے بائبل کی پیش گوئیوں کو جو بانیٔ اسلامؑ کی صداقت کو ظاہر کرتی ہیں بہت عمدگی سے واضح کیا ہے۔ کچھ اپنا اور اپنی مرحومہ بی بی کے ترک دین عیسوی وقبولیت اسلام کا حال بھی دلچسپ الفاظ میں بیان کیا ہے اور عیسائیت کے رد میں مختلف مفید باتوں کو نئے طرز میں ادا کیا ہے۔ جس کا پڑھنا ان شاء اللہ مفید ہو گا۔ احباب اس کو خرید کریں۔ اس میں شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم کی امداد بھی ہے۔ قیمت کتاب 5 فی نسخہ ہے۔ نوالدین 22 مارچ 1913ء۔

(بدر 3 اپریل 1913ء جلد13 نمبر5 صفحہ1)

ترجمہ قرآن مجید اور کتب احادیث کی اشاعت کی تحریک

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے بیت نور اور دارالضعفاء اور ہسپتال کے لئے چندہ کی فراہمی کے بعد جماعت کی طرف سے قرآن مجید کے مستند اردو ترجمہ اور بخاری اور دوسری اسلامی کتب کے تراجم شائع کرنے کی تحریک کی اور حضرت خلیفہ اولؓ سے درخواست کی کہ آپ مجھے ترجمہ اور نوٹ عنایت فرماویں نیز کچھ روپیہ بھی بخشیں۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے اس تحریک پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے دعا فرمائی اور اعانت کا وعدہ فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد3 صفحہ467)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 13 ستمبر 2022ء، لندن)

قسط 14 حصہ اول

سوانحی خاکہ

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی کے تین حصے بنتے ہیں۔ پہلا وہ حصہ جس میں آپؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملے نہ تھے۔ دوسرا وہ حصہ جس میں آپؓ اپنے آقا ومطاع سے شناسا ہو چکے تھے اور اپنا تن من دھن آپؑ کے قدموں پر نثار کرچکے تھے۔ جبکہ تیسرا وہ حصہ جس میں آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ مضمون ہذا میں زندگی کے ان تینوں حصوں کا سوانحی خاکہ سالوں کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرونگی، آج حصہ اول پیش ہے۔ وباللہ التوفیق

حصہ اول

اس حصہ میں آپؓ کی پیدائش تا حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے پہلی ملاقات تک کے واقعات کا ذکر ہے۔

1834ء پیدائش

ایک جدید تحقیق کے مطابق حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پیدائش 1834ء کی ہے

(بحوالہ الفضل آن لائن 11 اپریل 2020ء)

مقام تولد

آپؓ بھیرہ پاکستان کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔

والدین

آپؓ کے والد محترم کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحب ہے جبکہ والدہ کا نام حضرت نور بخت صاحبہ تھا۔

بھائی اور بہنیں

آپؓ کے چھ بھائی اور دو بہنیں تھیں جنکے معلوم نام مندرج ہیں:

1. مولوی سلطان احمد صاحب
2. مولوی غلام نبی صاحب
3. حکیم غلام احمد صاحب
4. مولوی محمد بخش صاحب
5. غلام محی الدین صاحب
6. نام معلوم نہیں ہے۔

بہنیں

1. محترمہ غلام بی بی صاحبہ
2. محترمہ امام بی بی صاحبہ

آپؓ کے والدین اور تمام بہن بھائی (ماسوائے ایک بہن کے) جماعت احمدیہ کے قیام سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ ایک بہن جو زندہ رہیں ان کا قادیان میں آنا ثابت ہے اور وہ احمدی بھی ہو گئی تھیں۔

ابتدائی تعلیم کا حصول

آپؓ نے اپنی والدہ کی گود میں ہی قرآن مجید نیز والدہ سے پنجابی اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ کچھ حصہ قرآن مجید کا اپنے والد محترم سے بھی پڑھا۔ آپؓ کا بیان ہے کے والدہ کا عشق قرآن اس قدر تھا کہ حمل میں مجھے پیٹ کے اندر بھی قرآن کی آوازیں ہی سنائی دیں۔

1853ء

اس سال آپؓ اپنے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد صاحب کے پاس لاہور آگئے اور یہاں منشی قاسم علی صاحب سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

1855ء

آپؓ لاہور سے واپس بھیرہ چلے گئے اور فارسی حاجی شرف الدین صاحب سے پڑھنی شروع کی مگر طبیعت اس سے مانوس نہ ہو پائی۔ عربی کی تعلیم مولوی سلطان احمد صاحب سے بھیرہ میں ہی حاصل کی۔

1858ء

آپؓ نے نارمل سکول راولپنڈی میں داخلہ لے لیا۔ تقسیم کسور ومرکب سیکھنے کے لئے آپؓ نے شیخ غلام نبی صاحب کی خدمات لیں۔ نیز علم اقلیدس منشی نہال چند سے سیکھا۔

سکول کی ہیڈ ماسٹری

آپؓ کو تحصیل کی سطح پر امتحان میں نمایاں کامیابی ملنے پر پنڈدادنخان کے مڈل سکول کا ہیڈماسٹر بنا دیا گیا۔اس سکول میں آپؓ چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہے بعد ازاں سکول کی ہیڈماسٹری سے آپؓ نے خود استعفیٰ دے کر حصول علم کی غرض سے رام پور، مراد آباد اور لکھنؤ کا سفر کیا۔رام پور میں آپؓ کا قیام تین سال رہا۔ اور قانون بو علی سینا کا عملی حصہ آپؓ نے یہیں پڑھا اور اس کی سند حاصل کی۔

1864ء

سفر میرٹھ ودہلی وبھوپال۔ بھوپال میں مولوی عبد القیوم صاحب کی آپؓ کو کی گئی مشہور نصیحت کہ نہ خدا بننا نہ رسول بھی جماعتی لٹریچر کا حصہ ہے۔

1865ء – 1866ء حج بیت اللہ

بھوپال سے الوداع ہو کر آپؓ برہان پور سٹیشن پہنچے وہاں سے بمبئی اور پھر مکہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔اور وہاں حج کی سعادت حاصل کی۔ مکہ معظّمہ میں محمد حسین صاحب سندھی ایک بزرگ کے مکان پر رکے۔

جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑی تو یہ دعا کی کہ:۔

میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے مانگوں تو اس کو قبول کرلیا کر۔

مکہ میں آپؓ نے مختلف علماء سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ مدینہ میں حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیعت کی۔ اور وہیں پر آپؓ کو چالیس احادیث کا راوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔

1868ء – 1869ء دوسری مرتبہ حج کی سعادت

آپؓ دوبارہ مدینہ سے مکہ چلے گئے اور دوسری بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

1870ء – 1871ء

مکہ سے جدہ اور پھر وہاں سے بذریعہ جہاز آپؓ بمبئی آگئے۔ وہاں سے ریل پر سوار ہو کر دہلی آگئے۔ دہلی سے اپنے استاد حکیم علی حسین صاحب لکھنوی کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ لاہور کے بعض مقامات میں قیام کے بعد آپؓ 1871ء میں واپس بھیرہ تشریف لے گئے جہاں اللہ کے فضل سے آپؓ کے والدین زندہ تھے لیکن کئی بھائی وفات پاچکے تھے۔

پہلی شادی

انہی سالوں میں آپؓ کی پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی جو شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی کی بیٹی تھیں۔

بھیرہ میں آتے ساتھ ہی آپؓ نے قرآن وحدیث کی درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا نیز خدمت خلق کے جذبہ سے مطب بھی جاری فرما دیا۔

1877ء

آپؓ کے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ آپؓ نے بھوپال کا سفر کیا اور وہاں ملازمت بھی کی۔ پھر بھیرہ واپس آگئے۔ اور طبابت شروع کر دی۔

جموں میں ملازمت

انہی دنوں لالہ متھراداس جو کہ والئ جموں مہاراجہ رنبیر (یا رندھیر) سنگھ کے عہد میں پولیس آفیسر تھے اور بھیرہ سے تعلق رکھتے تھے سل کی وجہ سے بیمار ہو کر بھیرہ آئے۔ آپؓ نے انکا کامیاب علاج کیاجسکی شہرت ہوئی۔ نیز انہی دنوں دیوان کرپا رام جو کہ وزیراعظم کشمیر تھے پنڈ دادنخان سے گزرے اور ان تک بھی اس علاج کی شہرت پہنچی۔ انہوں نے نیز لالہ متھراداس نے مہاراجہ کے سامنے آپؓ کے علم وفضل کا ذکر کیا تو مہاراجہ نے لالہ جی سے ہی کہا کہ مولوی صاحب کو جا کر بھیرہ سے لے آؤ۔چنانچہ متھرا داس نے آپؓ تک مہاراجہ کا یہ پیغام پہنچایا۔

اس کے بعد آپؓ جموں پہنچے اور آپؓ کی تنخواہ ابتدا میں دو صد مقرر ہوئی پھر پانچ صد تک پہنچ گئی۔

سوامی دیانند سرسوتی پر اتمام حجت

اسی سال آپؓ لاہور آئے تو پنڈت دیانند سے بھی آپؓ نے گفتگو کی۔ اور آپؓ کے مقابلہ پر وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

1879ء

اس سال کشمیر میں سخت قحط پڑا۔ آپؓ نے بوجہ قحط رونما ہونے والی ہیضہ کی وباء کے دنوں میں عظیم الشان طبی خدمات سرانجام دیں۔ جس پر مہاراجہ نے خوش ہو کر آپؓ کو قیمتی خلعت بطو رانعام نوازی۔

فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب:

اسی سال کتاب فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب شائع ہوئی۔

1880ء

مولوی محمد حسین بٹالوی کی تجویز پر بننے والی انجمن حمایت اسلام کے ممبر بنے اور 60 روپیہ سالانہ چندہ کا وعدہ بھی کیا نیز 100روپیہ یکمشت چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

1881ء

اس سال آپؓ نے ایک ماہ کا جموں کا سفر کیا اور اسی دوران آپؓ نے قرآن کریم کے 14 پارے حفظ کر لئے۔

1882ء حضرت مسیح موعودؑ سے
پہلا غائبانہ تعارف

اس سال آپؓ کا پہلی دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے غائبانہ تعارف گورداس پور کے ایک صاحب شیخ رکن الدین صاحب کی معرفت ہوا۔ جنہوں نے بتایا کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد نے اسلام کی حمایت میں رسالے لکھے ہیں (غالبا اس سے مراد براہین احمدیہ تھی)۔ آپؓ نے یہ سن کر خط لکھ کر یہ کتابیں منگوائیں اور یوں جموں میں حضورؑ کا چرچا شروع ہو گیا۔

نیز ریاست کے وزیر اعظم دیوان اننت رام یا دیوان گوبند سہائے سے آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار نشان نمائی کی عالمگیر دعوت ملا۔

1884ء

آپؓ اس سال پھر انجمن حمایت اسلام کے ممبر بنے اور اس کی ترقی کے لئے ہر ممکن مدد قلم ومال کے ذریعہ سے کی۔

نوٹ: (مضمون ہذا کا مواد تاریخ احمدیت جلد سوم، مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین اور حیات نور سے لیا گیا ہے)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 20 ستمبر 2022ء، لندن)

قسط 14 حصہ دوم

سوانحی خاکہ

اس حصہ میں آپؓ کے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے پہلی ملاقات تا وفات حضرت اقدسؑ تک کے واقعات کا ذکر ہے۔

1885ء پہلی بار قادیان میں آمد

اس سال مارچ سے کچھ پہلے آپؓ پہلی بار قادیان تشریف لائے اور آپؓ کا بیان ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ابھی بیعت لینے کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا مگر میں آپؑ کی صداقت جان گیا تھا۔ اسی سال آپؓ دوسری دفعہ ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپؓ کو فرمایا کہ عیسائیت کے مقابل پر ایک کتاب آپ لکھیں۔

1886ء

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق آپؓ نے عیسائی پادری تھامس ہاول کے سوالوں کے جواب میں فصل الخطاب نامی کتاب لکھی جس کی وجہ سے آپؓ کے ایک حافظ دوست نیز ان کے دوسرے ساتھی عیسائی ہونے سے بچ گئے۔ یہ کتاب 1887ء۔1888ء میں شائع ہوئی اور بہت مقبول ہوئی۔

ملازمت سے استعفیٰ دینے کا فیصلہ

خدمت دین کے لئے اور اپنے آقا حضرت اقدسؑ کی خدمت میں مکمل زندگی گزارنے کی غرض سے آپؓ نے شاہی طبیب کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؑ نے اس سے آپؓ کو منع کیا۔ اور خدا کو بھی یہی منظور تھا چنانچہ وہ استعفیٰ منظور نہ ہوا اور آپؓ ادھر ہی خدائی منشاء کے تحت ملازمت کرتے رہے۔

1886ء سرمہ چشم آریہ
اور سراج منیر کی اشاعت میں حصہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مکتوبات 20 ستمبر اور 4 نومبر 1886ء سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپؓ نے سرمہ چشم آریہ رسالہ کی 100 جلدوں کا خرچ اور نیز رسالہ سراج منیر کے لئے بھی مالی قربانی کی۔

اسی سال آپؓ کے پاس بخاری شریف پڑھنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ جموں آگئے اور تقریباً 6 ماہ وہاں رہے۔

1887ء

اس سال آپؓ سر سید احمد خان کی آل انڈیا ممڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے معاونین میں شامل ہوئے۔

پنڈدادنخان کے پادری تھامس ہاول نے پرچہ نورافشاں میں کتاب شحنہ حق اور مرزا غلام احمد

صاحب کے الہام نامی ایک اعتراضات سے بھرپور مضمون شائع کیا۔ آپؓ نے ایک زبردست مضمون منشور محمدی ان اعتراضات کے جواب میں لکھا جو بنگلور میں کئی اقساط میں شائع ہوا۔

1888ء

آپؓ کی بیماری کا خط ملنے پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ایک صحابی حافظ حامد علیؓ کو ساتھ لے کر جموں تشریف لے گئے اور تین دن وہاں قیام پذیر رہے۔

اس سال حضرت مفتی محمد صاق صاحبؓ آپؓ کی شاگردی میں آئے۔

1889ء دوسری شادی

سال کی شروع میں آپؓ کی دوسری شادی حضرت منشی احمد جانؓ صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ سے ہوئی جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی شرکت کی۔

بیعت حضرت اقدس مسیح موعودؑ

23 مارچ 1889ء کے مبارک دن میں آپؓ وہ پہلے وجود تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے گھر پر نصیب ہوئی۔ اسی طرح عورتوں میں سب سے پہلے آپؓ کی اہلیہ حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ نے بیعت کی۔

والدہ محترمہ کی وفات

آپؓ کی والدہ ماجدہ نوربخت صاحبہ کی وفات ہو گئی۔

تصدیق براہین احمدیہ کی تصنیف

پنڈت لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں تصدیق براہین احمدیہ نامی کتاب آپؓ نے تصنیف فرمائی جو 1890ء میں شائع ہوئی۔

1890ء

راجہ امر سنگھ نے آپؓ کا غالبا سب سے پہلا فوٹو لیا جو کہ حکیم محمد حسین صاحب کے رسالہ طبیب حاذق میں 1907ء میں شائع ہوا۔

دعویٰ مسیحیت پر ایمان لانا

1890ء کے آخر میں جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فتح اسلام کتاب میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو فوراً اس پر ایمان لائے۔

1891ء پہلے جلسہ سالانہ میں شرکت

قادیان کا سفر کیا اور دسمبر کے مہینہ میں جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔

1892ء

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہمراہ لاہور کا سفر کیا اور آپؑ کی تائید میں تقریر آپؑ کی موجودگی میں کی۔

ازالہ اوہام کی اشاعت میں اعانت کی۔مولوی سید محمد احسن صاحبؓ کی اعانت کے لئے چندہ دیا۔جلسہ سالانہ قادیان میں آنے والے مہمانوں کے لئے علیحدہ مکان تعمیر کروایا۔

جموں میں ملازمت کا اختتام

اس سال ستمبر کے مہینہ میں راجہ ریاست جموں و کشمیر مہاراجہ پرتاب سنگھ کے ظالمانہ حکم کی وجہ سے آپؓ کی ملازمت کا اختتام ہوا۔

آپؓ بھیرہ واپس تشریف لائے اور وہاں ایک عالی شان مکان کی تعمیر کا آغاز کروایا۔

1893ء

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی اور پرمعارف لیکچر دیا۔

قادیان کی طرف مستقل ہجرت

اس سال کے شروع میں آپؓلاہور آئے پھر حضرت اقدسؑ کی زیارت کے لئے قادیان گئے۔ حضورؑ کے ارشاد پر قادیان میں ہی ٹھہر گئے اور اپنی بیگمات اور کتب خانہ بھی وہیں منگوا لیا۔اور ہمیشہ کے لئے قادیان کے ہوگئے۔

امرتسر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مولوی محمد حسین بٹالوی سے ہونے والے مباحثہ میں جو جنگ مقدس کی کتابی شکل میں شائع ہوا، آپؓ نے معاونت کی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی شان میں عربی زبان میں ایک قصیدہ اور مضمون رقم فرمایا جو حضورؑ کی کتاب کرامات الصادقین میں شائع ہوا۔

1894ء

جلسہ سالانہ قادیان میں آپؓ نے تقریر کی۔

1895ء

جموں کا سفر اختیار فرمایا۔مہاراجہ جموں نے دوبارہ آپؓ کو ملازمت کی پیش کش کی مگر آپؓ نے انکار کردیا۔

1896ء

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت سے نواب آف بہاولپور صادق محمد صاحب کے علاج کے لئے بہاولپور کا سفر کیا۔

نیز حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف سے ملاقات بھی کی۔

سفر مالیر کوٹلہ

حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کی خواہش پر کہ وہ آپؓ سے قرآن پڑھنا چاہتے ہیں آپؓ نے

حضورؑ کی اجازت سے مالیر کوٹلہ کا سفر اختیار فرمایا اور اپریل تا اکتوبر تک وہیں رہے۔

جلسہ مذاہب عالم لاہور

دسمبر کے آخر میں جلسہ مذاہب عالم لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کامعرکۃ الآراء مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی آپؓ کی صدارت میں ہی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے پڑھا۔

1897ء

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر آپؓ نے لیکچر دیا۔

ڈگلس کی عدالت میں گواہی

پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدام قتل میں جو اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کپتان ڈگلس کی عدالت میں دائر کیا تھا آپؓ عدالت میں گواہی کے لئے پیش ہوئے۔

سفر ملتان

اسی سال اکتوبر میں آپؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہمراہ ملتان کا سفر کیا۔

سالانہ جلسہ قادیان میں آپؓ نے عظیم الشان تقریر کی۔

1898ء

20 فروری کو الحکم کا اجراء قادیان سے ہوا تو آپؓ اس کے قلمی معاونین میں سے تھے۔

آپؓ کی صاحبزادی حفصہ صاحبہ کی شادی حضرت حکیم مولوی فضل الرحمٰن صاحبؓ سے ہوئی۔

آپؓ کی ایک صاحبزادی امامہ کی وفات ہوئی۔

مالیر کوٹلہ کا سفر کیا۔

1899ء

جنوری کے مہینہ میں آپؓ حضرت اقدسؑ کے ہمراہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضورؑ پر کیا تھا گورداسپور اور دھاریوال تشریف لے گئے۔

15 فروری 1899ء کو صاحبزادہ عبدالحیٔ صاحب کی ولادت ہوئی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ساتھ آپؓ کا پہلا فوٹو کھینچا گیا۔

وفد نصیبین

نصیبین کی طرف ایک وفد بھیجا گیا تاکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے بارے تحقیق کرسکیں۔ اس وفد کے سفری اخراجات آپؓ نے اپنے ذمہ لئے۔

1900ء

آپؓ کی تجویز پر قومی ضرورتوں کے لئے آمد وخرچ کا حساب رکھنے کے لئے رجسٹر کھولے گئے۔

علامہ شبلی نعمانی کے ساتھ خط و کتابت کی اور انہیں دعوت حق دی۔

27دسمبر کی صبح کوجب احباب جلسہ کے لئے جمع تھے مسجد اقصیٰ میں قرآنی حقائق و معارف سے لبریز تقریر فرمائی۔

1901ء ولادت صاحبزادی سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ

یکم اگست کو حضرت صاحبزادی سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ کی ولادت ہوئی۔ جو کہ 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حرم میں شامل ہوئیں۔

قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ مکمل کیا مگر اس کا محض ایک پارہ ہی آپؓ کی زندگی میں چھپ سکا۔

1902ء

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نکاح پڑھایا۔

البدر کے اجراء کے بعد اس کی قلمی معاونت کی۔

1903ء آپؓ کے صاحبزادہ عبد القیوم کی ولادت

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مخلص فدائی محمد خان صاب کے علاج کی غرض سے کپورتھلہ تشریف لے گئے۔

اکتوبر میں میاں عبدالرحیم خان صاحب آف مالیر کوٹلہ سخت بیمار ہوئے تو ان کا علاج کیا۔

فونو گراف میں آپؓ کا وعظ ریکارڈ ہوا جس میں آپؓ نے سورۃ العصر کی لطیف تفسیر فرمائی تھی۔

1904ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ہمراہ لاہور اور سیالکوٹ کا سفر کیا نیز مقدمات کرم دین کے سلسلہ میں کچھ عرصہ گورداسپور میں قیام فرمایا۔

نورالدین کی تصنیف

ایک مرتد آریہ دھرم پال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں آپؓ نے ایک مفصل کتاب نورالدین تصنیف فرمائی۔

عیسائیت کے رد میں رسالہ ابطال الوہیت مسیح اسی سال شائع ہوا۔

1905ء

زلزلہ کانگڑہ پر ایک لطیف نوٹ شائع کرنے کے لئے تحریر فرمایا۔

شدید علالت

جون میں آپؓ سخت بیمار ہوگئے اور ضعف اس قدر ہو گیا کہ آپؓ نے عربی زبان میں وصیت بھی لکھوادی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً آپؓ کی شفایابی کی خبر ملی۔ چنانچہ آپؓ صحت یاب ہوگئے۔

آپؓ کے صاحبزادہ عبدالحئی صاحب نے قرآن کریم کا دور مکمل کیا۔ اس کی تقریب سعید پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ایک دعائیہ نظم بھی لکھی۔

حرم اول کی وفات

آپؓ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بی بی صاحبہؓ کی وفات ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

دسمبر میں آپؓ کے صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب کی ولادت ہوئی۔

انجمن کارپرداز مصالح قبرستان

دسمبر 1905ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اور اس مقبرہ کے آمد وخرچ کے لئے انجمن کارپرداز مصالح قبرستان بنائی۔ آپؓ کو اس کے چندوں کا امین

مقرر فرمایا۔

1906ء دینیات کا پہلا رسالہ

لڑکوں اور لڑکیوں کو مسائل نماز سے عام فہم الفاظ میں آگاہ کرنے کے لئے جنوری میں دینیات کا پہلا رسالہ شائع فرمایا جو کہ بہت مقبول ہوا۔

صدر انجمن احمدیہ کے پہلے صدر

فروری کے مہینہ میں انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اور اور دوسرے شعبوں کو مدغم کرکے صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپؓ کو اس کا صدر مقرر فرمایا۔ اور آپؓ کے بارے فرمایا

مولوی صاحب کی ایک رائے انجمن میں سو رائے کے برابر سمجھنی چاہیے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کا نکاح

آپؓ نے صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کا نکاح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی موجودگی میں 27 اکتوبر 1906ء کو پڑھایا۔

مبادی الصرف والنحو کی اشاعت

اس سال کے آخر میں ابتدائی قواعد مبادی الصرف کے نام سے شائع فرمائے اور اگلے سال نحوی قواعد کا اضافہ کرکے اسے مبادی الصرف والنحو کے نام سے شائع فرمایا۔

1907ء

آپؓ کا ترجمہ شدہ پہلا پارہ قرآن اپریل کے مہینہ میں شائع ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ خط اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

شدید علالت

اگست کے مہینہ میں آپؓ شدید بیمار ہوگئے مگر خدا نے معجزانہ شفا سے نوازا۔

صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحبؓ
اور میاں عبدالحئی صاحبؓ کا نکاح

30 اگست کو آپؓ نے صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحبؓ کا نکاح حضرت سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی مریم بیگم صاحبہؓ سے اور میاں عبدالحئی صاحب کا نکاح حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی صاحبزادی حامدہ صاحبہؓ سے پڑھا۔

جلسہ آریہ سماج لاہور میں شرکت

دسمبر میں آریہ سماج وچھو والی نے لاہور میں مذاہب کانفرنس منعقد کی اور حضرت مسیح موعودؑ کو بھی مدعو کیا۔ حضورؑ نے ایک مضمون لکھا اور وہ آپؓ نے پڑھا۔

1908ء

آپؓ کے بیٹے میاں عبدالوہاب کی ولادت 8/ فروری کو ہوئی۔

مجمع الاخوان کا قیام

مارچ 1908ء کے دوسرے ہفتہ میں آپؓ نے یہ اہم دینی تحریک احباب جماعت کے سامنے رکھی۔

13 مارچ 1908ء کے خطبہ جمعہ میں آپؓ نے آیت استخلاف کا ذکر کرکے اس پر روشنی ڈالی۔

24 اپریل 1908ء کو آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس زمانہ کا آخری خطبہ جمعہ قادیان میں ارشاد فرمایا جس میں سورۃ الفلق کی لطیف تشریح فرمائی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات

26 مئی 1908ء کو وہ کٹھن دن بھی آن پہنچا جس میں خدائی منشاء کے تحت اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جدائی کا دن آپؓ کو اور تمام احباب جماعت کو دکھلایا۔

نوٹ:(مضمون ہذا کا مواد تاریخ احمدیت جلدسوم،مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین اور حیات نور سے لیا گیا ہے)

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 27 ستمبر 2022ء، لندن)

قسط 14 حصہ سوم۔ آخری

سوانحی خاکہ

اس حصہ میں آپؓ کی خلافت (27 مئی 1908ء تا 14 مارچ 1914ء) کے سالوں کے واقعات بیان کئے جارہے ہیں۔

1908ء مبارک دور خلافت کا آغاز

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی 26 مئی کو لاہور میں وفات ہوئی اور آپؑ کا جسد اطہر بذریعہ ریل قادیان لے جایا گیا۔ جماعت پر شدید غم کی کیفیت تھی۔27 مئی کو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کواللہ نے ویسے ہی کھڑا کیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کیا تھا۔

تمام احباب جماعت کی نظر آپؓ کی طرف اٹھی کہ آپؓ ہی بیعت لیں۔ چنانچہ آپؓ نے 27 مئی کو قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کے طور پر احباب جماعت سے بیعت لی اور اس سے پہلے ایک پرمعارف خطاب بھی ارشاد فرمایا جس میں ایک ہاتھ پر جمع ہونے اور خلیفہ کی اطاعت پر زور تھا۔پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بیت المال کا قیام

دور خلافت اولیٰ کے آغاز میں ہی آپؓ نے بیت المال کا ایک مستقل محکمہ قائم فرمایا۔

قادیان میں پہلی پبلک لائبریری کا قیام

حضرت صاحبزادہ سیدنا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے انجمن تشحیذ الاذہان کے تحت قادیان میں آپؓ کی اجازت سے 1908ء کے وسط میں ایک پبلک لائبریری قائم فرمائی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے پاس سے کتب اور چندہ بھی دیا۔

تمام بیعت کنندگان قادیان میں آئیں اور خلافت سے براہ راست فیض پائیں

حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ تمام بیعت کنندگان کے لئے ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے کچھ نہ کچھ فرصت نکال کر ملاقات کے واسطے سب قادیان آویں۔ کیونکہ اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے اور ایمان میں تقویت پیدا ہوتی ہے۔

خوشنویس حضرات کو مرکز میں آکر رہنے کی تحریک

حضور نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ خوشنویس حضرات یہاں مرکز میں آکر رہیں تاکہ سلسلہ کے کام بروقت ہوسکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں دینی مدرسے کے لئے تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دل میں خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی یہ تحریک اٹھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار میں اعلیٰ پیمانے پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں واعظین تیار کیے جائیں۔ لہذا حضرت خلیفہ اولؓ کے حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین

صاحبؓ، مولوی محمد علی صاحب نے یہ تحریک پوری جماعت کے سامنے رکھی اور بتایا کے اعلیٰ پیمانہ پر مدرسہ چلانے کے لئے عمدہ مکان اور بہترین لائبریری کا ہونا ضروری ہے۔

واعظین سلسلہ کے تقرر کی تحریک

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک میں انجمن کی طرف سے باقاعدہ کوئی واعظ تبلیغ سلسلہ کے لئے مقرر نہ تھے مگر اب خلافت اولیٰ کے شروع میں ہی اس کی پوری شدت سے ضرورت محسوس ہوئی اور خود حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اس کی تحریک ہوئی۔

مبائعین کی مکمل فہرست تیار کرنے کی تحریک

ایک اہم تحریک آپؓ نے یہ فرمائی کہ جماعت کے مبائعین کی مکمل و مفصل فہرست تیار کی جائے تا قادیان سے جو کچھ شائع ہو جلد سے جلد جماعت کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔

بھیرہ کی جائیداد احمدیت کے لئے وقف کرنا

قادیان مستقل ہجرت کرنے سے قبل آپؓ کی بھیرہ میں انتہائی قیمتی جائیداد تھی۔ 1908ء میں آپؓ نے خلیفہ بننے کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام کردی۔ یہ جائیداد 5687 روپیہ اور بارہ آنہ میں فروخت ہوئی۔

مسجد مبارک میں اعتکاف اور درس قرآن

اس سال رمضان میں آپؓ نے اعتکاف فرمایا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود

احمد صاحب نے بھی ہمراہ اعتکاف فرمایا۔

لنگرخانہ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی نگرانی میں

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں یہ انتظام براہ راست حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں تھا جسے آپ نے صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کردیااور سالانہ بجٹ 12767 روپے منظور ہوا۔

دور خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ قادیان

اس سال احباب جماعت کو غیر معمولی طور پر جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی توفیق ملی اور 2سے 3ہزار احباب جلسہ میں شامل ہوئے۔

منکرین خلافت کی مخالفانہ کارروائیوں کا آغاز

اسی سال کے آخر میں وہ لوگ جو بظاہر آپؓ کی بیعت میں آچکے تھے مگر دلی طور پر وہ انجمن کو حضرت اقدسؑ کی جانشینی کا اہل سمجھتے تھے نے اپنی معاندانہ کارروائیوں کا آغار کردیا۔ان لوگوں میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نمایاں تھے۔

1909ء 31جنوری ایک یوم الفرقان

جیسا کہ منکرین خلافت شروع سے ہی ریشہ دوانیاں کرنے لگ گئے تھے اور آپؓ کو اسکا علم تھا۔آپؓ نے مسجد مبارک میں اس دن ایک عظیم تقریر فرمائی اور اس خیال کے حامل

لوگوں بالخصوص (مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب) کی سرزنش فرمائی اور انہیں دوبارہ بیعت کا حکم دیا۔

یتامیٰ اور مساکین فنڈ کا قیام

جنوری 1909ء میں آپؓ نے یتامیٰ اور مساکین فنڈ کی اعانت کے لئے ایک تحریک فرمائی اور 100 روپیہ آپؓ نے خود بھی اس میں عطا فرمایا۔

مدرسہ احمدیہ کا مستقل درسگاہ کی حیثیت سے آغاز

یکم مارچ 1909ء کو اسکی بنیاد رکھی گئی اور اس کا نام حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی رائے کے مطابق مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔

انگریزی ترجمہ قرآن کے لئے کوششوں کا آغاز

اس سلسلہ میں کام کا آغاز ہوا اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو نمایاں کام کی توفیق ملی اس کام کے لئے بجٹ بھی مخصوص کیا گیا اور دیگر انتظامات بھی حضورؓ کی اجازت سے کئے گئے۔

مسجد نور بھیرہ

حضرت صاحب کا ایک سہ منزلہ مکان مسجد سے متصل تھا جسے حضور نے ہبہ کردیا اور مسجد بنوا دی جو کہ آج مسجد نور کے نام سے موسوم ہے۔

اخبار نور کا اجراء

شیخ محمد یوسف صاحب نے اکتوبر 1909ء میں اس کا آغاز فرمایا جس کا مقصد سکھوں میں اسلام کی تبلیغ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی ولادت باسعادت

15نومبر 1909ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے دوسرے پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی ولادت حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے ہاں ہوئی۔ حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو آپؒ کی ولادت کی پہلے سے خدا کی طرف سے خوشخبری مل چکی تھی کہ تجھے ایسا لڑکا دونگا جو دین کا ناصر اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہو گا۔

مسیحی لیکچروں کے جواب میں اسلامی لیکچر

آخر 1909ء میں عیسائیوں کے لیکچروں کے جواب میں حضورؓ کے حکم سے لاہور میں جماعت کی طرف سے لیکچر دیئے گئے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ کفر سے رجوع

مولوی صاحب نے گوجرانوالہ کی عدالت کے روبرو اپنے فتویٰ سے رجوع کیا اور ساتھ ہی انہوں نے اپنے بیٹے ابواسحاق اور عبدالباسط کو حصول تعلیم کی غرض سے قادیان کے مدرسہ احمدیہ میں بجھوا دیا۔

1910ء مسجد نور کا قیام

5مارچ کو اس مسجد کی بنیاد دعاؤں کے ساتھ آپؓ نے پہلی اینٹ اپنے مبارک ہاتھ سے گارا لگا کر رکھی اور ایک پرمعارف تقریر بھی فرمائی۔ پھر 23اپریل کو جب اس کا ایک کمرا تعمیر ہوچکا تھا وہاں نماز عصر بھی پڑھائی اور سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع کا درس بھی دیا۔

بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول

اس وسیع عمارت کی اسی سال بنیاد رکھی گئی جس کے تین پہلو ستمبر تک تیار ہوگئے۔

اخبار الحق کا اجراء

اس سال دہلی سے حضرت میر قاسم علی صاحب نے ایک اخبار نکالنا شروع کیا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح نے الحق تجویز فرمایا۔ اس کا مقصد مخالفین اسلام خصوصاً دیانندیوں کے اعتراضوں کا جواب دینا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی توسیع

اس سال مسجد اقصیٰ کی توسیع بھی عمل میں لائی گئی اور ایک بڑا کمرا اور ایک لمبا برآمدہ تیار ہوا نیز زیر تعمیر منارۃ المسیح کے ساتھ مستورات کے لئے ایک چبوترہ بھی بنایا گیا۔

جلسہ سالانہ قادیان کا انعقاد

دسمبر 1909ء میں ملتوی ہونے والا جلسہ مارچ 1910ء میں ہوا جس میں بیعت لیتے وقت

کچھ الفاظ کا اضافہ فرمایا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے وظائف

مدرسہ تعلیم الاسلام کے یتامیٰ اور مساکین کے وظائف کی مد میں چونکہ گنجائش کم تھی اس لئے اس میں بھی آپؓ نے اس سال اپنی جیب خاص سے 100 روپیہ عنایت فرمایا۔ یہ جون 1910ء کی بات ہے۔

سفر ملتان

جولائی 1910ء کے آخری ہفتہ میں آپؓ نے ملتان کا سفر اختیار فرمایا۔ جس کی وجہ یہ بنی کہ آپؓ نے عدالت میں ایک آدمی (یہ آدمی قادیان میں آپؓ کے زیرعلاج رہا تھا) کے اوپر جو مقدمہ اقدام قتل ہوا تھا اس سلسلہ میں گواہی دینی تھی۔ ملتان سے واپسی پر آپؓ نے احمدیہ بلڈ نگ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے عنوان پر پبلک تقریر فرمائی۔

گھوڑی سے گرنے کا حادثہ

18 نومبر کو یہ تکلیف دہ واقعہ پیش آیا کہ آپؓ گھوڑی پر سے گر پڑے اور آپؓ کے ماتھے پر چوٹ بھی آئی۔اس حادثہ کا شدید اثر آپؓ کی وفات تک آپؓ کی صحت پر رہا۔یہ حادثہ احباب جماعت کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث تھا احباب آپؓ کے لئے دعائیں کرتے اور آپؓ کی عیادت کے لئے قادیان بھی آئے۔

جلسہ سالانہ 1910ء

اس سال جلسہ میں اڑھائی ہزار کے لگ بھگ احباب شریک ہوئے۔ آپ نے علالت طبع کے باوجود تقریر فرمائی۔

1911ء رسالہ احمدی کا اجراء

مولوی ثناءاللہ امرتسری اور مولوی محمد قاسم سیالکوٹی کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے حضرت میر قاسم علی صاحب نے جنوری میں اس رسالہ کا آغاز فرمایا۔

انجمن انصاراللہ کا قیام

فروری1911ء میں ایک رویا سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محموداحمد صاحبؓ کو اللہ نے دکھائی اور اس کے نتیجہ میں آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی منظوری سے انجمن انصاراللہ قائم فرمائی۔ اخبار البدر میں اس کا مفصل اعلان فرمایا تو حضرت خلیفۃ المسیح نے باوجود بیماری کے وہ سارا مضمون پڑھا اور فرمایا:۔

میں بھی آپ کے انصاراللہ میں شامل ہوں۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے چندہ کی تحریک

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے اور بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے

یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ اپنے سلسلہ کی ضروریات بہت ہیں اور ہماری قوم پر چندوں کا بوجھ ہے تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں اور قلمے، وَقدمے، سخنے، درمے مدد دیں۔ نورالدین

حضرت چوہدری ظفراللہ خانؓ کا سفر انگلستان

آپؓ بیرسٹری پاس کرنے کے لئے حضور کی اجازت سے پہلی بار انگلستان گئے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے رخصت کے میموریل کی تحریک

شہنشاہ جارج پنجم کے دربار تاج پوشی کے موقع پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے رخصت کے سلسلہ میں میموریل بھجوانے کی تحریک کی۔

خطاب جلسہ سالانہ 1911ء

یہ خطاب نہایت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں آپؓ نے باہمی اتحاد واتفاق پر بڑا زور دیا ہے۔تفرقہ سے بچنے اور نکمی اور فضول بحثوں کو چھوڑنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

1912ء یادگاری دعائے خاص

آپؓ نے 10مارچ کو ایک یادگاری دعائے خاص کروائی۔

آخری سفر لاہور

15جون 1912ء کو یہ سفر اختیار فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش وئیر ہاؤس سے وعدہ فرمایاتھا کہ ان کے گھر کا سنگ بنیاد ہم رکھیں گے۔ چنانچہ وہ درخواست لے کر حاضر ہوئے۔ آپؓ نے اسے منظور فرمایا اور اسی سلسلہ میں آپؓلاہور آئے اور اس شام سنگ بنیاد رکھا اور ایک پر معارف تقریر بھی فرمائی۔

16جون کو بھی آپؓ نے مسجد میں خلافت کے حوالہ سے پرمعارف تقاریر فرمائیں۔ گویا منکرین خلافت کے سامنے آپؓنے خلافت کا مقام واضح فرمایا۔

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبا زمیندار کی بھی آپؓ سے لاہور میں ملاقات ہوئی جس نے آپؓسے کہا کہ اگر آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی نہ مانیں تو مسلمانوں سے مصالحت ہوسکتی ہے۔جس پر آپؓنے فرمایا کہ اگر مرزا صاحب نبوت کو دعویٰ نہ کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی بات غلط ہوجاتی۔

مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین کی اشاعت

اکبر خانصاحب نجیب آبادی کو حضورؓنے اپنے یہ نوٹس خود لکھوائے تھے اس سال اسکی بھی اشاعت ہوئی۔

رسالہ احمدی خاتون کا اجراء

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے احمدی مستورات کی تعلیم وتربیت کے لئے یہ رسالہ ستمبر

1912ء میں شروع کیا جو کہ خلافت ثانیہ کے آغاز تک جاری رہا۔

خواجہ کمال الدین صاحب کا سفر انگلستان

خواجہ صاحب انگلستان سفر پر جانے سے پہلے حضورؓ کے پاس آئے اور آپؓ نے انہیں نصائح کیں۔ مگر وہاں جا کر انہوں نے نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے کام شروع کیا۔ انڈیا سے چندے بھی اکھٹے کئے اور عملاً جماعت سے خلافت ثانیہ کے آغاز میں علیحدہ ہوگئے۔

کلام امیر کی اشاعت

کلام امیر کے نام سے اخبار البدر میں مستقلی ضمیمہ کی اشاعت شروع ہوئی جس میں حضور کے درس، ڈائری، سوانح، آپؓ کے فرمودہ مباحث ولطائف اور خطوط درج ہونے لگے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کا سفر مصر وعرب

یہ سفر علوم عربیہ کی تحقیق، دنیائے عرب ومصر کے نظام تعلیم کا مشاہدہ، تبلیغ معاہدہ اور ادیار رسول کی زیارت اور حج کی غرض سے تھا۔ 26 ستمبر کو اس غرض کے لئے سفر کا قادیان سے آغاز ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے دعاؤں کے ساتھ آپؓ کو روانہ کیا۔

بنگال میں احمدیت
حضرت مولوی عبدالواحدؓ کی بیعت

آپؓ بنگال کے بہت بڑے عالم تھے اور 1921ء تک آپؓ کی تبلیغ سے ڈیڑھ ہزار سے بھی زیادہ احمدی ہوئے۔

دو تحریکیں

دسمبر 1912ء کے آخر میں آپؓ نے درج ذیل دو تحریکیں فرمائیں

1: علم الرؤیا پر نئی کتاب تیار کرنے کی تحریک

2: خدا تعالیٰ کی ہستی، صفات، افعال، اور کلام پاک کی اشاعت پر رسالے اور ٹریکٹ شائع کئے جائیں نیز حدیث شریف کی اشاعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اور آپﷺ کے خلفاء پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دئے جائیں۔

انجمن مبلغین کا قیام

آپؓ کی اجازت سے قادیان کے بعض نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کا نام یاد گار احمد بھی تھا۔اس کی غرض اسلام کی تائید اور باقی مذاہب کے ابطال میں ٹریکٹ شائع کرنا تھا۔سب سے پہلا ٹریکٹ کسر صلیب کے نام سے حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے قلم سے نکلا۔

خطبات نور کی اشاعت

بابو عبد الحمید صاحب نے حضور کے خطبات کتابی شکل میں شائع کئے جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور خطبات نور نام بھی آپؓ نے انہیں دیا تھا۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال سے خط و کتابت

ڈاکٹر صاحب نے حضورؓ سے عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتب کی بابت رہنمائی چاہی۔ چنانچہ آپؓ نے انہیں 2دسمبر کو عربی کے ادبی لٹریچر کی فہرست بجھوائی۔

1913ء درس ہال تعمیر کرنے کی تحریک

حضرت خلیفہ اول نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے سپرد یہ خدمت فرمائی کہ قرآن مجید کے درس کے لئے ایک خاص کمرہ تعمیر کیا جائے۔حضرت ام المؤمنینؓ نے زمین کا ایک حصہ اس غرض کے لئے مرحمت فرمایا۔

کلمات قرآنی کی فہرست

حضور نے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ قرآن مجید کے اسما، افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔

بخاری شریف کے درس کا آغاز

آپؓ نے مارچ 1913ء سے قرآن کے درس سے پہلے بخاری شریف کا بھی عام درس دینا

شروع فرما دیا۔

غیر احمدی صحافی کی قادیان آمد

ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب قادیان آئے اور انکے تاثرات کی اشاعت ہوئی۔

الفضل کا اجراء

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے 18جون 1913ء سے اخبار الفضل جاری فرمایا اور یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح نے تجویز فرمایا۔

اس کے بالمقابل لاہور سے خلافت کے خلاف باغیانہ رویہ رکھنے والوں نے بھی ایک اخبار پیغام صلح شروع کیا۔ جس کا مقصد معاندانہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ عبدالحیٔ کا نکاح

آپؓ کے فرزند صاحبزادہ عبدالحیٔ صاحب کا نکاح مؤرخہ 21جون 1913ء کو آپؓ نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی فاطمہ صاحبہ کے ہمراہ خود پڑھایا۔

حضرت چوہدری فتح محمد سیال کا سفر انگلستان

یورپ میں سب سے پہلے احمدی مشن کا قیام بھی آپؓ کے مبارک دور میں ہوا۔

حضرت سید زین العابدینؓ کو سفر مصر وشام

26جولائی کو حضرت زین العابدین شاہ صاحب عربی کی تعلیم کے حصول کے لئے انصاراللہ کے تحت مصر گئےاور حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے دعاؤں کئے ساتھ رخصت فرمایا۔

لاہور سے گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت اور اخبار پیغام صلح کا ان کی تائید کرنا اور حضورؓ کا شدید ناراضی کا اظہار

وسط نومبر میں دو ٹریکٹ اظہارالحق کے نام سے شائع ہوئے۔ پہلا 4صفحات کا تھا اور دوسرا 8 کا۔ ان کے آخر پر کسی کے نام کی بجائے داعی الی الوصیت لکھا ہوا تھا۔اور ان کا خلاصہ خلافت کے حوالہ سے باغیانہ رویہ رکھنے والوں کے خیالات کا پرچار تھا۔

حضور کو ان سے سخت تکلیف پہنچی اور آپؓ نے پیغام صلح کو پیغام جنگ سے تشبیہ دی۔ انصاراللہ کی طرف سے ان دو ٹریکٹو ں کو جواب دو ٹریکٹوں کی صورت میں حضورؓ کی اجازت سے دیا گیا۔اخبار الحق قادیان نےان ٹریکٹوں کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔

خلافت اولیٰ کے عہد کا آخری جلسہ سالانہ

26سے 28دسمبر یہ جلسہ پوری شان سے ہوا اور حضور نے اس میں دو تقاریر کیں۔

1914ء تبلیغ احمدیت کے لئے ملک گیر سکیم

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اجازت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے ملک گیر

دعوت الی اللہ کی تحریک شروع کی اور ساتھ ہی دعوت الی الخیر فنڈ کا قیام فرمایا۔

الحکم کے احیاء کی کوششیں اور اس میں آپؓ کی مالی قربانی

الحکم مالی بحران کا شکار تھا اور عین ممکن تھا کہ یہ عظیم اخبار بند ہوجاتا۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ 1913ء میں احباب جماعت سے اس اخبار کے لئے تحریک فرمائی اوراس کے مالی انتظام کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو ناظم مقرر فرمایا۔ نیز اپنے پاس سے 1000 ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

انگریزی ترجمہ قرآن

مولوی محمد علی صاحب نے آپؓ کو انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹس سنائے اور آپؓ نے انہیں نصائح بھی کیں۔

مرض الموت کا آغاز، وصیت ووفات

17-18 جنوری سے آپؓ کی طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ 27/فروری کو آپؓ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی کوٹھی دارالسلام جو باہر کی سائیڈ پر تھی میں منتقل ہوگئے۔ 4مارچ کو آپؓ نے بعد از نماز عصر جب ضعف زیادہ ہوا تو قلم کاغذ منگوا کر وصیت لکھی۔ اور وہ احباب کو تین مرتبہ سنائی گئی۔مولوی محمد علی صاحب نے پڑھ کر سنائی۔

14مارچ 1914ء کو دوپہر 2بج کر 20 منٹ پر آخر وہ تکلیف دہ گھڑی بھی آ گئی جب مسیح موعودؑ کے اس عاشق صادق کی روح اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

اے خدا بر تربت او بارش ِرحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

نوٹ: (مضمون ہذا کا مواد تاریخ احمدیت جلد سوم، مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین اور حیات نور سے لیا گیا ہے)۔

تمت بالخیر

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 14 اکتوبر 2022ء، لندن)

مضامین کے لنکس

حیاتِ نور الدینؓ

1. قسط 1 - حیاتِ نورالدینؓ

https://www.alfazlonline.org/24/05/2022/61315/

2. قسط 2 - عشق قرآن شریف

https://www.alfazlonline.org/31/05/2022/61751/

3. قسط 3 - بے مثال اطاعت

https://www.alfazlonline.org/07/06/2022/62201/

4. قسط 4 - توکل علی اللہ

https://www.alfazlonline.org/14/06/2022/62610/

5. قسط 5 - قبولیت دعا کے واقعات

https://www.alfazlonline.org/28/06/2022/63488/

6. قسط 6 -مالی قربانی

https://www.alfazlonline.org/05/07/2022/63864/

7. قسط 7 -استحکام خلافت۔ایک عظیم کارنامہ

https://www.alfazlonline.org/09/07/2022/64243/

8. قسط 8 - قرآن سے بے مثال محبت اور بعض زریں نصائح

https://www.alfazlonline.org/12/07/2022/64319/

9. قسط9 ۔طبیب بے مثال

https://www.alfazlonline.org/19/07/2022/64789/

10. قسط9 حصہ دوم ۔طبیب بے مثال

https://www.alfazlonline.org/26/07/2022/65281/

11. قسط10 ۔شانِ سادگی

https://www.alfazlonline.org/16/08/2022/66549/

12. قسط11 ۔ رؤیا و کشوف

https://www.alfazlonline.org/23/08/2022/66949/

13. قسط12 ۔ اطاعت اور محبت کے واقعات

https://www.alfazlonline.org/06/09/2022/67702/

14. قسط13 ۔ مبارک تحریکات

https://www.alfazlonline.org/13/09/2022/68139/

15. قسط14 حصہ اول ۔ سوانحی خاکہ

https://www.alfazlonline.org/20/09/2022/68596/

16. قسط14 حصہ دوم ۔ سوانحی خاکہ

https://www.alfazlonline.org/27/09/2022/69001/

17. قسط14 حصہ سوم۔آخری ۔ سوانحی خاکہ

https://www.alfazlonline.org/04/10/2022/69664/



ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتاب تعلیم کی تیاری
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجددین اسلام۔تعارف و کارہائے نمایاں

8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیاتِ نور الدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. اداریے جلد دوم (زیر تکمیل)
14. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
15. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

